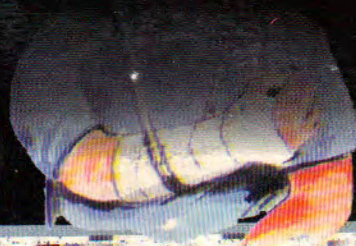






مُکمل و مُدلّل

مسائل خفین

قرآن و حدیث کی روشنی میں

مؤلف: مولانا محمد رفعت قاسمی مُدرّس دارالعلوم دیوبند



مکتبہ خلیل

یُوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ

اُردو بازار لاہور فون: 7321118

فہرست عنوانات مکمل ومدلل مسائلِ خُفَّین

اِنتساب

میں اس کاوش کو
امام المشارق والمغارب شیرِ خدا
دامادِ رسولؐ زوجِ بتولؓ، ابو تراب
سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نام
منسوب کرنے کی سعادت حاصل
کر رہا ہوں جن کا قول ہے کہ:۔

"اگر دینی مسائل کی بنیاد
عقل پر ہوتی تو خُف (موزے) کے
نیچے مسح کرنا زیادہ مناسب
ہوتا، بہ نسبت اوپر مسح کرنے
کے، مگر میں نے آں حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کو دیکھا
کہ آپ اپنے موزوں کے اوپر کے
حصّہ پر مسح کیا کرتے تھے"
(حجۃ اللہ البالغہ)

محمد رفعت قاسمی خادم التدریس دارالعلوم دیوبند

عرضِ مؤلف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

الحمد للہ یہ گیارھویں کتاب "مکمل و مدلل مسائل مخفین" پیش ہے جس میں موزوں پر مسح کرنے کے دلائل، مسح کرنے کی حکمت، مسح کی تعریف، موزوں کے اقسام، کون سے موزوں پر مسح کی اجازت ہے؟ سفر و حضر میں مسح کی مدت و احکام، عام موزے، دستانے، عمامہ، برقعہ، اور سرد علاقوں میں مسح کے مسائل، مسح کی شرطیں، مسح کے فرائض و سنن و مستحبات اور مسح کے باطل ہونے کی صورتیں وغیرہ۔

نیز پلاسٹر پر مسح کرنے کے دلائل، مسح کے صحیح ہونے کی شرطیں، پھوڑا، پھنسی، پھٹن، زخم و چوٹ پر پٹی، پھایہ، بینڈیج اور فریکچر ہونے (ہڈی ٹوٹنے) کے باعث پلاسٹر وغیرہ پر مسح کرنے کے مسائل۔ غرض یہ کہ مسح سے متعلق تقریباً تین سو (۳۰۰) مسائل ہیں۔

مجھ کو اپنی کم علمی اور بے بضاعتی اور ساتھ ہی قلیل الفہمی کا اقرار ہے، مسائل کا معاملہ دقیق ہے جس کے لیے گہرے علم کی ضرورت ہے اور یہاں سطحی معلومات بھی محدود، لیکن اللہ کے بھروسہ پر اکابر اصحاب فتاویٰ کی کتابوں سے ممکنہ احتیاط اور انتہائی غور و فکر کے ساتھ مذکورہ موضوع سے متعلق مفتیٰ بہ اقوال یکجا کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے، اس کے باوجود بھی غلطی یا لغزش کا ہو جانا غیر متوقع نہیں ہے۔ اس لیے اہل علم حضرات سے درخواست ہے کہ اگر کہیں فروگذاشت نظر آئے تو احقر کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ تصحیح کر دی جائے۔

یا اللہ! محض اپنے فضل و کرم سے اس کوشش کو بھی قبول فرما کر آئندہ بھی دینی خدمت کی توفیق عنایت فرما (آمین)۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ خادم التدریس دار العلوم دیوبند یو، پی (انڈیا)

مورخہ یکم محرم الحرام ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۲ رجون ۱۹۹۴ء بروز اتوار

تصدیق

جامع شریعت وطریقت فقیہُ الامت سیّدی حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب دامت برکاتہ چشتی، قادری، سہروردی، نقشبندی

مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند

الحمدللّٰہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ



محترم مولانا محمد رفعت صاحب قاسمی مدرس دارالعلوم نے اپنی سابق تالیفات کی طرح زیر نظر کتاب "مسائل خُفّین مع جبیرہ" سے متعلق منتشرہ مسائل کو مختلف کتب فتاویٰ وغیرہ سے جمع فرما کر اُمت پر احسان فرمایا ہے۔ اور اختلافی مسائل میں قولِ راجح ومفتیٰ بہ کو اختیار کرنے کی کوشش کی ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ جزائے خیر دے اور اس سے خواص وعوام کو زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور مؤلف موصوف کو دارین کی ترقیات سے نوازے، نجات کا ذریعہ بنا کر انشاء اللہ بھی دینی خدمت کا موقع عنایت فرمائے (آمین)۔

العبد محمود غفرلہ مقیم چھتہ مسجد دارالعلوم دیوبند

۱۴۱۵ھ

ارشادِ عالی

حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب دامت برکاتہم
مفتی دار العلوم دیوبند

باسمہ سبحانہٗ

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین۔ وبعد

پیشِ نظر کتاب بالاستیعاب دیکھنے کا موقع تو نہیں ملا۔ البتہ فہرست بہت غور سے پڑھا۔ عنواناتِ مذکورہ سے غلبۂ ظن کے درجہ میں اندازہ ہوتا ہے کہ عمدہ ونفیس مضامین پر مشتمل ہے اور عوام وخواص سب کے لیے بے حد مفید کتاب ہوگی۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو بھی قبولیت سے نوازیں اور مقبولِ خواص وعوام اور سب کے لیے مفید بنائیں۔ آمین ثم آمین۔ فقط

کتبہ العبد نظام الدین
مفتی دار العلوم دیوبند۔
۲۲/۶/۱۴۱۵ھ
م
۲۸/۱۲/۱۹۹۴ء

رائے گرامی

حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب مرتب فتاویٰ دار العلوم و مفتی دار العلوم دیوبند

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

خفین جاڑے کے دنوں میں ٹھنڈے ملک میں عام طور پر پہنا جاتا ہے، اس سے پیروں کی حفاظت مقصود ہوتی ہے اور مقیم کے لیے ایک دن رات تک مسح کی اجازت ہوتی ہے اور مسافر کے لیے تین دن تین رات تک، اسی طرح زخموں پر مجروحین کے پٹی باندھی جاتی ہے اور کبھی یہ اعضاء وضو پر ہوتی ہے، اس پر بھی مسح کی اجازت ہوتی ہے، اگر پانی کا پہونچنا زخم کے لیے مضر ہو۔

ضرورت تھی کہ ان تمام مسائل کو یکجا کتابی صورت میں شائع کر دیا جائے، تاکہ خفین اور زخموں کی پٹی پر جن لوگوں کو مسح کی ضرورت ہوتی ہے، ان کو تمام مسائل یکجا ایک کتاب میں مل جائیں۔

اللہ تعالیٰ مولانا قاری محمد رفعت صاحب قاسمی مدرس دار العلوم دیوبند کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اپنی دوسری کتابوں کی طرح ان مسائل کو بھی مختلف مستند و مدلل فتاویٰ سے یکجا کرنے کی جدوجہد کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو کامیابی عطا کی۔

زیر نظر کتاب انہی جیسے تمام ضروری مسائل کے مجموعہ پر مشتمل ہے اور بحمد اللہ حوالوں کے ساتھ درج ہیں، مختصر یہ کہ یہ قیمتی ذخیرہ ہمارے سامنے آگیا ہے اور ہم بہت ساری کتابوں سے بے نیاز ہوگئے۔

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مولف کو فلاح دارین عطا فرمائے آمین۔

طالب دعاء محمد ظفیر الدین مفتی دار العلوم دیوبند۔ ۳؍ جمادی الآخر ۱۴۱۵ھ ۱۹۹۴ء۔

تقریظ

فقیہ النفس حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب مدظلہ العالی پالنپوری محدث کبیر دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

امابعد:- دار العلوم دیوبند کے فاضل جناب مولانا محمد رفعت صاحب قاسمی استاذ دار العلوم دیوبند موفق ہیں، اللہ تعالیٰ نے متعدد کتابیں ان کے فیض بار قلم سے ظاہر فرمائی ہیں، جن سے اُمت کو بہت فیض پہنچا ہے، اور کتابیں بے حد مقبول ہوئی ہیں۔ اب ان کی سعی پیہم سے ایک نئی کتاب مُنصّۂ شہود پر جلوہ گر ہو رہی ہے جس کا نام ہے "مکمل و مدلل مسائل خفین" اور صرف مکمل و مدلل ہی نہیں بلکہ "مفصل و مُبرہن بھی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو بھی موصوف کی دیگر تالیفات کی طرح مقبولِ عام بنائیں اور مؤلف کو دارین میں اجرِ جزیل عطا فرمائیں۔ (آمین)

خفین کا مسئلہ تو زیادہ دقیق نہیں ہے، البتہ جوارب کا مسئلہ الجھن کا مسئلہ ہے۔ ہمارے بلاد میں جو کپڑے کی یا سوت کی یا نائیلون کی جرابیں رائج ہیں وہ رقیق (باریک) ہیں اور ان میں مسح کی شرائط نہیں پائی جاتیں اس لیے ان پر بالاجماع مسح جائز نہیں ہے۔ آج کل کچھ بے لگام جوان خاص طور پر عرب نوجوان ان پر بھی مسح کرنے لگے ہیں یہ بڑی سخت غلطی ہے، ان کا وضو نہیں ہوتا اور نماز بھی درست نہیں ہوتی اور ایسے امام کے پیچھے نماز بھی صحیح نہیں ہوتی۔ البتہ ان معمولی جرابوں کو مجلد کر لیا جائے یعنی نیچے اوپر پورے قدم پر دونوں ٹخنوں تک چمڑا چڑھا دیا جائے تو پھر وہ خفین کے حکم میں ہو جاتے ہیں اور ان پر مسح درست ہو جاتا ہے ــــ اور اگر ان معمولی جرابوں کو منعل کر لیا جائے یعنی صرف تلے پر چمڑا چڑھا دیا جائے اور سی کر ایک کر لیا

کرلیا جائے تو بھی ان پر مسح جائز نہیں ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی قدس سرہٗ نے اپنے رسالہ "نیل المآرب فی المسح علی الجوارب" میں لکھا ہے کہ:-

"رقیق منعل کے متعلق متقدمین حنفیہ کی موجودہ کتابوں میں بالتنصیص تو کوئی حکم مذکور نہیں، لیکن کلام کی دلالت واضحہ اس پر موجود ہے کہ رقیق منعل پر مسح جائز نہیں"
(فتاویٰ دارالعلوم قدیم ص۳ جلد ۱، ۲)

ایک صورت ہمارے دیار میں یہ بھی رائج ہے کہ ان معمولی جرابوں پر چمڑے کے پاتابے پہنے جاتے ہیں جن کی شکل سلیم شاہی جوتی جیسی ہوتی ہے، یہ پاتابے جرابوں کی حفاظت کے لیے پہنے جاتے ہیں، اور عام طور پر وہ جرابوں سے منفصل (جدا) ہوتے ہیں مگر بعض حضرات ان کو جرابوں کے ساتھ سی کر ایک بھی کر لیتے ہیں۔ ان پر بھی مسح جائز نہیں ہے۔ اگر وہ منفصل (الگ) ہیں تب تو ظاہر ہے اور اگر ان کو سی کر ایک کر لیا گیا ہے تب بھی یہ منفصل ہی کے حکم میں ہیں، مجلد نہیں بنتے، مجلد کے لیے پورے قدم پر چمڑا چڑھا ہوا ہونا ضروری ہے، اگر صرف تلی پر چمڑا چڑھایا گیا ہے تو وہ منعل کی اصلی صورت ہے، اور اگر پاتابے جرابوں کے ساتھ سی دیئے گئے ہیں تو یہ بھی منعل ہی کے حکم میں ہیں۔ حضرت اقدس مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی قدس سرہٗ نے اپنے مذکورہ بالا رسالہ میں اس کی بہت وضاحت فرمائی ہے۔

کتاب میں اس مسئلہ پر مفصل کلام ہے، لیکن چونکہ اس کا معاملہ اہم تھا اس لیے میں نے مناسب خیال کیا کہ کتاب کی مفصل ابحاث کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درج کردوں تاکہ قارئین حضرات واضح طور پر اس کا حکم ذہن نشین کرلیں۔

آخر میں دعاء کرتا ہوں اور فضل خداوندی سے امیدوار ہوں کہ وہ کتاب کو مقبول فرمادیں اور مسلمانوں کو اس سے فیضیاب فرمائیں، اور مصنف دام مجدہٗ کو جزائے خیر عطا فرمادیں۔ والسلام۔

کتبہ سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری خادم دارالعلوم دیوبند
۲۲ رجب ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۶ دسمبر ۱۹۹۴ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنِ الْمُغِیْرَۃِ قَالَ مَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْخُفَّیْنِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ نَسِیْتَ قَالَ بَلْ اَنْتَ نَسِیْتَ بِھٰذَا اَمَرَ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ۔ (رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ)۔

موزہ پر مسح کا ثبوت

مسئلہ:۔ موزہ پر مسح کا جائز ہونا احادیث صحیحہ کثیرہ سے ثابت ہے، تقریباً اسّی جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم بیان کرنے والے ہیں کہ خود جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح فرمایا، اور اجازت دی ہے اور اجماع و اتفاقِ مسلمین اور تواتر سے یہی ثابت ہے اور اس کا منکر خارج اہلِ سنت وجماعت ہے۔ (طہور المسلمین صفحہ ۳۲ و فتاویٰ دارالعلوم صفحہ ۲۷۴ جلد اول بحوالہ درمختار صفحہ ۲۴۵ جلد اول باب المسح علی الخفین۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو نصب الرایہ صفحہ ۱۶۲ جلد اول و معارف السنن شرح ترمذی صفحہ ۳۴۴ جلد اول، و کتاب الفقہ صفحہ ۲۱۹ جلد اول و فتاویٰ دارالعلوم مع امداد المفتیین صفحہ ۲۱۱ جلد ۲)۔

مسئلہ:۔ موزوں پر مسح کرنا حدیث سے ثابت ہے۔ ثبوت اس کا سنتِ مشہورہ سے ہے اور راوی حدیث موزوں پر مسح کے اسّی صحابہ رضی اللہ عنہم سے زیادہ ہیں، اور ان میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم صفحہ ۲۷۴ جلد اول و درمختار صفحہ ۲۴۵ جلد اول)

موزوں پر مسح جائز ہے

مسئلہ:۔ جو شخص (چمڑے کے) موزے پہنے ہوئے ہو، اور وضو کرنا چاہتا ہو، تو وضو کے وقت پیروں سے ان موزوں کو اُتار کر پیروں کا دھونا اس پر فرض نہیں، اس کو اجازت ہے کہ وضو میں پیروں کو دھونے کے بجائے موزوں پر مسح کرلے۔ (مظاہر حق صفحہ ۴۶۲ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی دوسرے آدمی سے موزوں پر مسح کرائے تو درست ہے مگر نیت وہ کرے جس کے موزہ پر مسح ہو۔ (رکن دین صفحہ ۲۷ بحوالہ عالمگیری)۔

کیا موزوں پر مسح آیتِ قرآنی کے خلاف ہے؟

موزوں پر مسح کرنا بکثرت صحیح حدیثوں سے جو تواتر (جس کی سندیں بکثرت ہوں) کی حد کو پہونچی ہوئی ہیں، ثابت ہے۔

کتاب "استذکار" میں ہے کہ موزوں پر مسح کرنے کی احادیث کو تقریباً چالیس صحابہؓ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے اور حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ستر صحابیوں نے مجھ سے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح فرمایا۔

پس منجملہ احادیث صحیحہ کے جو اس بارے میں آئی ہیں، حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے جس کو ائمہ ستہ نے حضرت اعمش رضؓ سے روایت کیا، انہوں نے ابراہیم رضؓ سے اور انھوں نے ہمام رضؓ سے اور انھوں نے جریر رضؓ سے روایت کیا کہ حضرت جریر رضؓ نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کر لیا۔ جب لوگوں نے کہا کہ "آپ اس طرح (مسح) کیا کرتے ہیں؟"

انہوں نے فرمایا: "ہاں! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضورؐ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزوں پر مسح کر لیا۔

امام زیلعی رحؒ نے اس حدیث کا ذکر اپنی کتاب "نصب الرایہ" میں کیا ہے اور فرمایا کہ یہ حدیث محدثین کو بہت پسند تھی اس واسطے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سورۃ مائدہ (پارہ ۶) کے نازل ہونے کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ سورۃ مائدہ وہ سورت ہے جس میں پانی سے وضو کرنے کا حکم نازل ہوا ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ الخ (پارہ ۶ سورہ مائدہ)۔

(یعنی اے مسلمانو! جب نماز پڑھنے کو ہو تو اپنے چہروں کو اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھو لیا کرو، اور اپنے سروں کا مسح کیا کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھویا کرو)۔

یہ آیت صراحتاً دونوں پیروں کا پانی سے دھونا ضروری قرار دیتی ہے، لیکن

بکثرت احادیث صحیحہ اس کے خلاف ہیں اور یہ حدیثیں اس آیت کے نازل ہونے کے بعد کی ہیں۔ لہٰذا ان احادیث سے یہ امر مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پاؤں کا دھونا اس صورت میں فرض کیا ہے جب کہ موزہ (چمڑے کا یا ایسی ہی قسم کا) نہ پہن رکھا ہو۔ اگر پاؤں میں موزہ (شرائط والا) ہو تو دھونا فرض نہیں ہے، بلکہ دھونے کی بجائے موزوں پر مسح کرنا فرض ہے۔ ایسی احادیث کے منجملہ وہ حدیث ہے جو امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت کے لیے نکلے اور حضرت مغیرہؓ ایک چری ظروف (چمڑے کا بنا ہوا برتن) میں پانی لے کر آپؐ کے پیچھے روانہ ہوئے۔ پھر جب آپؐ حاجت سے فارغ ہوئے تو حضرت مغیرہ رضؓ نے پانی ڈالا (یعنی وضو کرایا)، اور آپؐ نے وضو فرمایا اور موزوں پر مسح کیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور حدیث حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں ایک سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا تو میں نے ارادہ کیا کہ آپؐ کے موزے اتار دوں، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انہیں رہنے دو، میں نے پاؤں پاک کر کے (یعنی وضو کر کے) ان میں ڈالے تھے۔" پھر آپؐ نے اس کے اوپر ہی مسح کر لیا۔ اسی طرح کی اور بھی صحیح احادیث ہیں جن کو بخاری رحؒ، مسلمؒ اور دوسرے راویانِ احادیث صحیحہ نے روایت کیا ہے۔ (کتاب الفقہ صفحہ ۲۲ ج ۱)

مشتبہ موزوں کا حکم

خفین پہننے کی صورت میں احادیث متواترہ سے ثابت ہو گیا کہ مسح بھی کافی ہے، اب اس حکم کو خفین سے متجاوز کر کے جرابوں (عام موزوں) میں جاری کرنا بھی اسی شرط کے ساتھ ہونا چاہیئے کہ ان جرابوں کا بحکم خفین ہونا اور تمام شرائط خفین کا ان میں متحقق ہونا یقینی طور پر ثابت ہو جائے اور جس جراب میں شک رہے کہ وہ بحکم خفین ہے یا نہیں۔ اور

شرائط خفین اس میں متحقق ہیں یا نہیں۔ اُس پر مسح کی اجازت نہ دی جائے بقاعدہ الیقین لا یزول بشلت رفریضہ اصلی پاؤں کا دھونا ہے، مشتبہ چیز کے لیے چھوڑا نہیں جا سکتا ہے، اور اسی احتیاط کی بنار پر حضرت امام مالکؒ اور امام شافعی رحمہ نے ثخین جرابوں پر بھی جواز مسح کے لیے پورا مجلد ہونا شرط قرار دیا ہے۔ منعل کو کافی نہیں سمجھا اور امام اعظمؒ کے اصل مذہب میں روایت حسن سے بھی یہی ہے کہ ثخین (اتنا موٹا موزہ جس سے پانی نہ چھنے) کو جب تک پورا مجلد کعبین (ٹخنوں) تک نہ کیا جائے، اس وقت تک مسح جائز نہیں (امداد المفتین ص۲۰۷ جلد اول و بہشتی زیور ص۱۷ ج۱، بحوالہ البدایہ ص۵۷)۔

مسح علی الخفین کی حقیقت

"مسح علی الخفین" عربی زبان میں "خف" کے معنی موزہ کے آتے ہیں۔ تثنیہ کا صیغہ (لفظ خفین) اس لیے بولا گیا ہے کہ بلا عذر صرف ایک موزہ پر مسح کرنا جائز نہیں ہوتا ہے۔

موزہ کو "خف" اس لیے کہا گیا ہے کہ اس میں مسح کرنے والے کے لیے خفت یعنی ہلکا پن ہے، دھونے کے اعتبار سے مسح سہل ہے، پروردگار عالم کو معلوم تھا کہ موزہ میں یہ سہولت ہوگی اور زبان نبوی ﷺ سے اس کا اعلان ہوگا۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ موزوں پر مسح کی سہولت اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ (درمختار ص۲۳۲ جلد ۳)۔

اصطلاح شریعت میں خُف کسے کہتے ہیں؟

شریعت میں خف اس چیز کو کہتے ہیں جو چمڑے یا چمڑے جیسی چیز سے بنایا جائے جو ٹخنوں تک یا پنڈلی تک ڈھانک لے، یعنی چھپالے، اور پاؤں سے متصل ہو اور اس میں پانی نہ چھن سکے۔ (معارف السنن ص۳۲۱ جلد اول)۔

خف کا ترجمہ عام موزہ نہیں ہے۔ (فیض الباری ص۳۰۲ جلد اول)۔

(اصطلاح شریعت میں خف کا ترجمہ یا اس کی مراد عام موزہ نہیں ہے، اور ہر قسم اور ہر نوع کے موزہ کو خف نہیں کہا جاتا، بلکہ چمڑے یا اس جیسی چیز کا مخصوص شرائط کے ساتھ ہو، اس کو "خف" کہتے ہیں۔ کسی بھی محدث یا فقیہ نے "خف" سے مراد ہر قسم کا موزہ نہیں لیا ہے۔ (محمد رفعت قاسمی)

موزوں پر مسح کی تعریف

مسح کے معنی لغت کی رُو سے "کسی چیز پر ہاتھ پھیرنا" چنانچہ اگر کوئی شخص کسی چیز پر ہاتھ پھیرے تو کہتے ہیں کہ "مسح علیہ" (یعنی اُس نے فلاں شے (چیز) پر مسح کیا)۔ شریعت کی اصطلاح میں مسح سے مراد تری پہونچانا ہے۔ یہاں "تری پہونچانے" کا مقصد موزوں کو خاص طریقے سے جو آئندہ بیان کردہ شرائط کے مطابق ہو، معینہ وقت میں تری پہونچانا ہے۔

بنیادی طور پر موزوں کے اوپر مسح کرنا ایک اُمر جائز ہے، یعنی شارع علیہ السلام نے مُردوں اور عورتوں کو اجازت دی ہے کہ سفر اور حضر میں موزوں پر مسح کر سکتے ہیں۔ یہ حکم (دراصل) ایک رخصت ہے جو شارع علیہ السلام نے مکلف اشخاص کے لیے روا رکھی ہے رخصت کے معنی لغت میں سہولت (آسانی) کے ہیں۔ اور شریعت کی اصطلاح میں وہ امر ہے جو کسی دلیل شرعی سے ہٹ کر ایک اور دلیل سے جو اس کے مقابل کی ہو ثابت ہو۔ اس کے مقابلے میں "عزیمت" کا لفظ ہے یعنی وہ امر جو ایسی دلیل سے ثابت ہو جس کے خلاف کوئی دلیل نہ ہو۔

موزوں پر مسح کرنا کبھی واجب ہو جاتا ہے۔ اُس کی صورت یہ ہے کہ اگر موزے کو اُتار کر پیر دھونے میں نماز کا وقت نکل جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں فرض ہو جاتا ہے کہ (وضو میں پیر دھونے کی بجائے) موزے پر مسح کر لیا جائے۔

اسی طرح نماز کے علاوہ کوئی اور فرض، مثلاً "وقوفِ عرفہ" (یعنی حج کے موقع پر عرفات میں ٹھہرنے کا فریضہ) فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو یہ (مسح) فرض ہو جاتا ہے کہ موزہ نہ اُتارا جائے (بلکہ اسی پر مسح کر لیا جائے)۔

اسی طرح اگر اتنا پانی نہ ہو جو پیروں کو دھونے کے لیے کافی ہو سکے تو واجب ہے کہ موزوں پر مسح کر لیا جائے۔ ان صورتوں کے علاوہ موزوں پر مسح کرنا محض رخصت یا اُمرِ جائز ہے۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ، پیر کو دھونا مسح کرنے سے بہتر ہے (کتاب الفقہ ص ٢١٧ تا ص ٢١٨ ج ١)

موزوں پر مسح کرنے میں آں حضرت صلعم کا عمل

موزوں پر مسح کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا عمل کیا تھا؟

اس کے متعلق سفر السعادات کے مصنفؒ نے لکھا ہے کہ:-

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل تکلف سے خالی تھا، یعنی دونوں میں سے کسی ایک خاص صورت کا اہتمام اور تکلف نہیں فرماتے تھے۔ اگر موزہ پہنے ہوتے تو پیروں کو دھونے کے لیے موزوں کو اتارتے نہیں تھے، اور اگر موزہ نہ پہنے ہوتے تو محض مسح کرنے کی غرض سے موزہ نہیں پہنتے تھے"۔

اچھی بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ سنتِ نبویؐ ہی کی "اتباع" کی جائے، یعنی موزوں پر مسح کے سلسلہ میں وہی "تکلف سے خالی" صورتِ عمل اختیار کی جائے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں تھی۔ (مظاہر حق ص۳۶۳ جلد اول)۔

مسئلہ:- آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چمڑے کے موزوں پر مسح فرمایا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۲۶۹ جلد اول)۔

موزوں پر مسح کرنے میں امام اعظمؒ کا قول

مسئلہ:- وضو میں موزوں پر مسح کرنا "رخصت" یعنی آسانی پر عمل کرنا ہے، جب کہ موزوں پر مسح کے بجائے، پیروں کا دھونا "عزیمت" یعنی اولیٰ ہے۔

دراصل وضو کے وقت موزوں کو اتار کر پیروں کو دھونا جو ایک طرح کی (سرد ملک یا سردی کے زمانہ میں) "مشقت" رکھتا ہے، اس کے پیش نظر شارع علیہ السلام نے محض اپنے لطف و کرم سے امت کو موزوں پر مسح کر لینے کی آسانی عطا فرمائی جو درحقیقت اس امت پر بہت بڑا احسان و انعام ہے۔ جو بھی شخص امتِ محمدیہؐ کا فرد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے وہ اگر اس احسان و انعام کا انکار کرے تو اس سے بڑا ناقدرا اور ناشکرا کون ہو سکتا ہے؟

ہدایہ میں لکھا ہے کہ جو شخص موزوں پر مسح کا قائل نہ ہو وہ "بدعتی" ہے، اور جو شخص قائل تو ہو لیکن "عزیمت" (اولیٰ و افضل) پر عمل کرنے کے قصد سے موزوں پر مسح نہ کرے (بلکہ پیروں کو دھوئے) تو اس کو ثواب ملتا ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "میں موزوں پر مسح کا قائل اس

وقت تک نہیں ہوا، جب تک کہ اس کے متعلق حدیثیں روز روشن کی طرح مجھ پر آشکار نہیں ہوگئیں۔ (مظاہر حق ص۴۶۲ جلد اول و در مختار ص۳۵ جلد اول)

مسئلہ: مسح علیٰ الخفین جائز ہے، انکار کرنا اس کا فسق ہے، لیکن موزے نکال کر پاؤں دھونا افضل ہے، البتہ اگر کسی ایسے مجمع میں ہو جہاں مسح علیٰ الخفین کو جائز نہیں سمجھتے ہوں تو وہاں مسح کرنا افضل ہے۔ (امداد المفتین ص۲۰۴ جلد اول بحوالہ در مختار ص۲۴۳ جلد اول)۔

مسح کے منکر کا حکم؟ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے عرض کیا کہ اہل سنت وجماعت کی علامت بتلایئے؟

امام صاحبؒ نے فرمایا کہ ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کو تمام صحابہ کرام رضؓ سے افضل سمجھنا اور حضرت علی وحضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے محبت واعتقاد رکھنا اور موزوں پر مسح کو جائز سمجھنا، موزہ پر مسح کا منکر خارج از اہل سنت وجماعت ہے۔ (طہور المسلمین ص۳۴)۔

موزوں پر مسح کا راز چوں کہ وضو کا اُن اعضائے ظاہرہ کے دھونے پر مدار تھا جو جلد جلد گرد وغبار میں آلودہ ہوتے رہتے ہیں اور پھر موزوں کے پہننے سے (پاؤں) اعضائے باطنیہ میں داخل ہو جاتے ہیں اور عرب میں موزوں کے پہننے کا بہت دستور تھا اور ہر نماز کے وقت ان کے اتارنے میں ایک قسم کی دقت تھی، اس واسطے فی الجملہ اُن کے پہننے کی حالت میں ان کا دھونا ساقط کر دیا گیا۔ اور حکم دیا گیا کہ موزے کے اوپر مسح کیا کریں تاکہ پیروں کا دھونا یاد آجائے۔ مسح پیروں کے دھونے کا ایک نمونہ ہے اور اس کے سوا اور کچھ مقصود نہیں۔ (اسرار شریعت ص۷۹ جلد اول)۔

موزوں کے نیچے کی جانب مسح نہ ہونے کی وجہ؟ اگر مسح موزہ کے نیچے کی جانب مشروع ہوتا تو بڑا حرج تھا، کیوں کہ نیچے کی جانب مسح کرنے میں زمین پر چلتے وقت موزوں کے گرد سے آلودہ ہونے کا گمان غالب ہے۔

(اسرار شریعت صفحہ ۸۰ جلد اول)۔

شریعت نے نفس کو آزاد نہیں چھوڑا

چوں کہ وضو کا ان اعضائے ظاہرہ کے دھونے پر مدار تھا جو جلد از جلد گرد و غبار میں آلودہ ہوتے رہتے ہیں، اور چوں کہ پیر موزوں کے پہننے سے اعضائے باطنہ میں داخل ہوجاتے ہیں، اور عرب میں موزوں کے پہننے کا دستور تھا اور ہر نماز کے وقت ان کے اتارنے میں ایک قسم کی دقت تھی، اس واسطے فی الجملہ ان کے پہننے کی حالت میں ان کا دھونا ساقط کردیا گیا۔ تیسیر (آسانی) میں یہ بات داخل ہے کہ جہاں آسانی کردی گئی ہے وہاں کوئی ایسی چیز جس کی وجہ سے نفس کو عبادتِ مطلوبہ کے ترک کرنے میں مطلق العنانی نہ ہوجائے مقرر کردی جائے، لہٰذا شارع ؑ نے اس بات کے حاصل کرنے کے لیے تین باتیں اس کے ساتھ مقرر کردیں، ایک تو مسح کی مدت مقیم کے لیے ایک دن رات اور مسافر کے لیے تین دن رات مقرر فرمائے، اس لیے کہ ایک دن کی ایسی مدت ہے کہ اس کا انتظام والتزام ہوسکتا ہے۔

بہت سی چیزوں کا جن کا التزام کرنا چاہتے ہیں اس مدت کے ساتھ ان کا التزام رکھتے ہیں، اور تین دن کی مدت بھی ایسی ہی ہے اور یہ دونوں باتیں مسافر اور مقیم پر ان کے دفع وتکلیف کے موافق تقسیم کردی گئیں اور دوسری اس میں شارع ؑ نے یہ شرط لگادی کہ موزوں کو طہارت (پاکی) کی حالت میں پہنا ہو تاکہ پہننے والے کے دل میں اسی وقت کی طہارت کا نقشہ جما رہے، اس لیے کہ موزوں کے پہننے کی حالت میں گرد وغبار کا اثر کم ہوتا ہے، اور اس طہارت کو اس طہارت پر قیاس کرلیتا ہے اور اس قسم کے قیاسات کا نفس کی تنبیہ میں پورا پورا اثر ہوتا ہے۔ اور تیسرے یہ حکم دے دیا کہ موزے کے اوپر مسح کیا کریں تاکہ پیروں کا دھونا یاد آجائے اور یہ اس کے لیے بطور نمونہ کے ہوجائے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: "اگر دین میں عقل کو دخل ہوتا تو موزے کے تلے پر مسح کرنا اوپر کے مسح سے زیادہ مناسب تھا۔

میں کہتا ہوں جب کہ مسح پیروں کے دھونے کا ایک نمونہ ہے اور اس سے اس کے سوا اور کچھ مقصود نہیں ہے اور نیچے کی جانب مسح کرنے میں زمین پر چلتے وقت موزوں کے

ملوث ہونے کا گمان غالب ہے تو عقل کا مقتضیٰ یہی ہے کہ اوپر کی جانب مسح کیا جائے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اسرار شرعی سے بڑے واقف تھے، جیسا کہ ان کے کلام اور ان کے خطبوں سے معلوم ہوتا ہے، مگر ان کا مقصود یہ تھا کہ دین میں لوگ دخل نہ دیں، ایسا نہ ہو کہ عوام الناس اپنا دین بگاڑ لیں۔ (حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۲۸ جلد اول۔ و اسرار شریعت صفحہ ۵ جلد اول)۔

موزہ پر مسح میں عقل کو دخل نہیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر دین میں عقل کو دخل ہوتا تو مسح کے لیے موزے کے نیچے کے حصے کو اوپر کے حصے پر ترجیح دی جاتی، مگر ہے یوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے موزے کے اوپر کے حصے پر مسح کیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد)۔

تشریح:۔ ”ترجیح دی جاتی“ یعنی موزے کا نچلا حصہ (تلوا) ہی چونکہ نجاست وغیرہ پر پڑتا ہے، اس لیے عقلاً یہی بات زیادہ بہتر معلوم ہوتی ہے کہ مسح کی صورت میں موزے کے اسی (نچلے) حصہ کی پاکی کی جائے، لیکن شریعت میں عقل کا کیا دخل۔ عام عقل تو درکنار، خاص اور کامل عقل تک کو شریعت کا تابع ہونا پڑتا ہے، جب وہ اللہ کی حکمتوں کی اصل تک پہونچنے اور حقائق کو جان لینے سے اپنے کو عاجز پاتی ہے۔ لہٰذا عاقل و دانا کو بہر صورت اور بہر نوع شریعت ہی کا اتباع کرنا چاہیئے نہ کہ عقل کا۔

کفار و ملحدین اور اہل ہوا جو گمراہ ہیں اسی سبب سے گمراہ ہیں کہ انہوں نے عقل کا اتباع کیا اور نام نہاد عقلیت پسندی کا شکار ہو گئے۔ (مظاہر حق صفحہ ۴۶ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ موزے کا تلا (نچلا حصہ) جو زمین سے لگتا ہے، اس پر مسح جائز نہیں۔ (کتاب الفقہ صفحہ ۲۲۶ جلد اول)۔

عورت کے لیے موزہ پر مسح کرنا؟

مسئلہ:۔ موزوں پر مسح مرد، عورت، خنثیٰ ان سب کے لیے جائز ہے۔ (درمختار صفحہ ۱۴۱ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ اس لیے کہ موزوں پر مسح جائز ہونے کے جو اسباب ہیں وہ دونوں میں برابر ہیں۔ (عالمگیری ص۳ جلد اول)۔

مسئلہ: حیض والی عورت اور جنابت والے مرد و عورت کے لیے موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ یعنی جن مرد و عورت پر غسل واجب ہے خواہ حیض و نفاس یا ناپاکی کی وجہ سے فرض ہوا ہے اس کے واسطے مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ (اس لیے کہ ان سب کو تمام بدن کا دھونا لازم ہے۔ اور مسح میں یہ بات حاصل نہیں ہوتی ہے۔
(در مختار ص۳۶ جلد اول)۔

مسئلہ: جن لوگوں پر غسل فرض ہے اور جنھیں جنبی کہا جاتا ہے ان کے مسح کی صورت کفایہ شرح ہدایہ میں یہ لکھی ہے کہ اس نے وضو کرکے چمڑے کا موزہ پہن لیا، پھر وہ ناپاک ہوگیا (حالتِ جنابت میں)، تو اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ موزوں کو باندھ کر تمام بدن کو لپیٹ کر دھوئے اور موزوں پر مسح کرے۔

مسئلہ:۔ ایک شخص نے وضو کیا، پھر موزہ پہن لیا اس کے بعد اس کو جنابت (ناپاکی) پیش آگئی، پھر اس کو اس قدر پانی ملا جو اس کو صرف وضو کے لیے کافی ہوسکتا تھا، غسل کے لیے کافی نہ تھا تو ایسا شخص وضو کرے اور اس وضو میں پاؤں دھوئے، موزوں پر مسح نہ کرے، اور جنابت کے لیے تیمم (غسل کی نیت سے) کرے۔ (در مختار ص۳۷ ج۲۔ و طہور المسلمین ص۳۷)۔

موزوں پر مسح کرنے والے کی امامت؟

مسئلہ:۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کرکے امامت فرمائی ہے، اس لیے مسح کرنے والے کی امامت میں کوئی شک نہیں ہے، (مظاہر حق ص۴۶۴ جلد اول و طہور المسلمین ص۳۷)۔

مسئلہ:۔ سوتی اور اونی جرابیں معمولی جن میں شرائط جواز مسح موجود نہ ہوں، مسح کرنا درست نہیں ہے۔ اس کے (ایسے امام کے) پیچھے نماز صحیح نہیں ہوئی، اس کو نماز دہرانا چاہیئے، جبکہ اس نے باوجود نہ موجود ہونے شرط جواز کے جرابوں پر مسح کیا ہے۔ (فتاوی

دارالعلوم ص۲۷ جلد اول بحوالہ بحرالرائق ص۱۹۲ جلد اول)۔

عرب میں موزے کی قسمیں؟ عرب میں عام طور پر جرابوں پر چمڑا لگانے کی یہی دو صورتیں (۱) مجلد جس کے نیچے اور پورے قدم پر کعبین (ٹخنوں) تک چمڑا چڑھا دیا جائے (۲) منعل وہ کہ جس کے صرف تلے پر چمڑا چڑھا دیا جائے، رائج تھیں، اس لیے متقدمین کی کتابوں میں عموماً انھیں کا ذکر ہے۔ مگر بلاد عجم، ہند، بخارا، سمرقند وغیرہ میں ایک تیسری صورت بھی رائج ہے وہ یہ کہ جراب کے تلے کے ساتھ نیچے اور ایڑی پر بھی چمڑا لگا دیا جائے۔ اور پورا قدم کعبین تک چمڑے میں چھپا ہوا نہیں ہوتا، لیکن شرح منیہ وغیرہ کی عبارات میں مجلد کی جو تعریف کی گئی ہے کہ چمڑا پورے قدم تک چھپا ہوا رہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ صورت مروجہ ہندوستان وغیرہ مجلد میں داخل نہیں ہے اور منعل سے کسی قدر زائد ہے۔

الغرض ان تمام عبارات واقوال سے معلوم ہوا کہ ہمارے یہاں جو جرابوں کے تلے اور ایڑی پر چمڑا چڑھا دیا جاتا ہے، یہ باتفاق منعل ہے، مجلد میں داخل نہیں ہے اسی لیے بحرالرائق میں منعل کی یہ تعریف کی ہے کہ جس کا چمڑا پورے قدم پر کعبین تک نہ ہو وہ منعل ہے۔ (امداد المفتین ص۱۹۵ جلد اول)۔

دبیز اور باریک موزہ پر مسح کرنا؟ کپڑے کے اعتبار سے جرابوں کی دو قسمیں ہیں۔ ثخین اور رقیق۔ ثخین اصطلاح فقہاء میں وہ جراب ہے جس کا کپڑا اس قدر دبیز، موٹا اور مضبوط ہو کہ اس میں تین میل بغیر جوتے کے سفر کر سکیں اور وہ ساق (پنڈلی) پر بغیر گیٹس وغیرہ سے) باندھے ہوئے قائم رہ سکے، بشرطیکہ یہ قائم رہنا کپڑے کی تنگی اور چستی کی وجہ سے نہ ہو، بلکہ اس کی ضخامت اور جرم کے موٹا ہونے کی وجہ سے ہو، نیز یہ کہ وہ پانی کو جلدی سے جذب نہ کرے اور پانی اس میں نہ چھنے۔

الغرض ثخین کے لیے تین شرطیں ہیں۔ ایک یہ کہ کم از کم تین میل (۴ کلومیٹر ۸۰۳ میٹر) بغیر

جوتے کے صرف اس کو پہن کر سفر کریں تو پھٹے نہیں۔ دوسرے یہ کہ ساق (پنڈلی) پر بغیر باندھے ہوئے قائم رہ جائے۔ تیسرے یہ کہ اس میں پانی نہ چھنے اور جلدی سے جذب نہ ہو۔ اور جس جراب میں ان شرطوں میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے وہ رقیق ہے۔ (فتاوی دار العلوم مع امداد المفتین ص۱۹۵ جلد ۲ بحوالہ شرح منیہ ص۱۱۸ وشامی ص۲۴۳)۔

فائدہ:۔ عبارات مذکورہ شامی ص۲۴۳ جلد اول سے ثخین کی تمام شرائط ثابت ہوگئیں اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جرابیں اونی ہوں یا سوتی، دونوں میں شرائط مذکورہ ضروری ہیں جس میں یہ شرائط موجود نہ ہوں وہ رقیق ہیں، اگرچہ اونی ہوں اور جس میں (شرائط) ہوں وہ ثخین ہے اگرچہ سوتی ہوں۔ (شامی ص۲۴۵ جلد ا ومنیۃ المصلی ص۱۲۲)۔

سُوتی یا اُونی موزہ پر مسح کرنا؟

جُورَب، سُوت یا اُون کے موزوں کو کہتے ہیں، اگر ایسے موزوں پر دونوں طرف چمڑا بھی چڑھا ہوا ہو تو اس کو مجلّد کہتے ہیں، اور اگر صرف نچلے حصہ میں چمڑا چڑھا ہوا ہو تو اسے منعّل کہتے ہیں، اور اگر موزے پورے کے پورے چمڑے کے ہوں یعنی سُوت وغیرہ کا ان میں بالکل دخل نہ ہو تو ایسے موزوں کو "خفین" کہتے ہیں خفین، جوربین مجلّدین اور جوربین منعّلین ثخین پر باتفاق مسح جائز ہے۔ اور اگر جوربین مجلّد یا منعّل نہ ہوں اور رقیق ہوں یعنی ان میں ثخین کی شرائط نہ پائی جاتی ہوں تو ان پر مسح بالاتفاق ناجائز ہے، البتہ جوربین غیر مجلّدین و غیر منعّلین ثخین پر مسح کرنے کے بارہ میں اختلاف ہے، ثخین کا مطلب یہ ہے کہ ان میں تین شرائط پائی جاتی ہوں۔

(۱) شفاف نہ ہوں، یعنی اگر ان پر پانی ڈالا جائے تو پاؤں تک نہ پہونچے۔

(۲) مستمسک بغیر استمساک ہوں (یعنی ٹخنوں پر کھڑے، چپکے رہیں۔

(۳) ان میں تتابع مشی ممکن ہو۔ (یعنی ان موزوں کو پہن کر تین میل چلنا بلا تکلف ممکن ہو) ان پر مسح جائز ہے۔

لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ مسح علی الجوربین کا جواز درحقیقت تنقیح المناط (علت) کے طریقہ پر ہے یعنی جن جوارب میں مذکورہ تین شرائط پائی جاتی ہوں ان کو خفین ہی میں

داخل کرکے اُن پر جواز مسح کا حکم لگایا گیا ہے ورنہ جن روایات میں مسح علیٰ الجوربین کا ذکر ہے وہ سب ضعیف ہیں ورنہ کم از کم خبر واحد کے درجہ میں ہیں جن سے کتاب اللہ پر زیادتی نہیں ہو سکتی، بلکہ اس کا جواز مسح علی الخفین کی احادیث متواترہ ہی سے تنقیح مناط کے طور پر ثابت ہوا ہے۔ (درس ترمذی ص۳۳۴ جلد اول)۔

(حدیث متواتر وہ حدیث ہے جس کی سندیں بکثرت ہوں اور کثرت کے لیے کوئی تعداد متعین نہیں ہے۔ (تحفۃ الدرر ص۱)
حدیث مشہور وہ ہے جس کے راوی ہر طبقہ میں دو سے زائد ہوں، مگر تواتر کی تعداد سے کم ہوں یا اس سے علم یقینی بدیہی حاصل نہ ہو۔
(تحفۃ الدرر ص۱)

منعل موزہ کیا ہے؟

منعل نون کے سکون کے ساتھ ہے، منعّل اس جراب کو کہتے ہیں جس کے صرف تلوے (نچلے والے حصہ) پر چمڑا لگا یا گیا ہو، ٹخنوں پر لگا ہوا نہ ہو۔ (درمختار ص۴۰ جلد۳ و امداد المفتین ص۱۹۶ جلد۲)

موزہ کے منعل ہونے کا مطلب

مسئلہ: موزہ کے منعل ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس جراب کے نیچے چمڑا لگا ہوا ہو، اور پیچھے ایڑی پر اور ٹخنہ تک اور آگے پنجہ پر یعنی پشت قدم پر بقدر موزہ فرض مسح چمڑا لگانے کی فقہاء نے تصریح کی ہے اور وہ چمڑا نیچے اور پنجے و ایڑی پر سلا ہوا ہونا چاہیئے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۲۷۵ جلد اول، بحوالہ درمختار باب المسح ص۲۴۹ جلد۱)۔

مسئلہ: جراب پر ویسے بلا چمڑے کے مسح درست نہیں ہے، لیکن اگر جراب منعل تخین یا مجلّد ہو تو اس پر مسح درست ہے جیسا کہ خفین یعنی چرمی موزہ پر درست ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۲۷۲ جلد اول بحوالہ بحر الرائق ص۱۹۲ جلد اول)۔

منعل جرابوں پر مسح کا حکم؟

سُوال: منعل جراب کی حد کیا ہے، عام دیسی جوتے کی طرح نیچے اور ایڑی پر چمڑا لگانا مراد ہے یا اور کچھ، نیز منعل جراب میں جس حصہ پر چمڑا نہیں اس کے لیے مضبوطی اور موٹائی وغیرہ کی کوئی شرط

ہے یا کہ ہر قسم پر مسح جائز ہے ؟

جواب :۔ جوتے کے صرف تلے کے نیچے چمڑا ہو تو اس کو منعل کہا جاتا ہے، اگر اس سے زائد حصہ پر چمڑا ہو مگر پوری جراب پر ٹخنوں کے اوپر تک نہ ہو تو وہ بھی منعل ہی کے حکم میں ہے۔ (طحطاوی صنا۱۴ جلد اول)۔

منعل جراب کا چمڑے سے خالی کپڑا اگر ایسا ثخین ہو کہ اس میں جواز مسح کی شرائط موجود ہوں تو ان پر بالاتفاق مسح جائز ہے اور عام سوتی کپڑا ہو تو بالاتفاق مسح جائز نہیں، اور اگر اونی کپڑا ہو اور دبیز (موٹا) ہو، اس میں جواز مسح کی شرائط موجود نہ ہوں تو ان پر جواز مسح میں متاخرین کا اختلاف ہے، عدم جواز قول الاکثر ہونے کے علاوہ احوط بھی ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص۶۷۵ جلد ۲)۔

مسئلہ :۔ معمولی سوتی جرابوں پر کسی حال میں مسح جائز نہیں ہے، نہ سادہ ہونے کی حالت میں نہ منعل ہونے کی حالت میں، نہ ایڑی اور پنجے اور تلے پر چمڑا لگانے کی حالت میں، البتہ پورے قدم پر یعنی ٹخنہ تک چمڑا چڑھا کر مجلد کر لیا جائے تو اس پر مسح جائز ہو سکتا ہے۔ (امداد المفتین ص۲۰۱ جلد اول)۔

مجلد موزہ ؟

مسئلہ :۔ مجلد وہ جراب ہے کہ جس کے نیچے اوپر چمڑا لگا ہوا ہو، تمام جراب پر چمڑا چڑھا ہوا ہو۔ (مکمل جراب، موزہ چمڑے کا ہو)۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۲۷۲ جلد اول و در مختار ص۲۴ جلد ۳

مسئلہ :۔ مجلد جراب پر مسح جائز ہے۔ عالمگیری ص۶۳ جلد اول و امداد المفتین ص۱۹۶ جلد دوم

موزوں پر جرموق پہننے کا حکم

مسئلہ :۔ اگر کسی نے ایسی دبیز جراب کے اوپر جو موزے ہی کے برابر ہو یا موزہ کے اوپر ایک اور موزہ پہن لیا ہو، اس طرح کہ دونوں موزے نرم کھال کے ہوں، یا موزہ کے اوپر جرموق پہن لی، جرموق ایک قسم کا پاپوش (جوتہ ٹائپ کا ہوتا) ہے۔ جو چمڑے کا ہوتا ہے اور اس پاپوش کی مانند ہوتا ہے جو جوتے کے اوپر پانی اور کیچڑ سے حفاظت کے

لیئے پہنا جاتا ہے۔ ان تمام صورتوں میں سب سے اوپر والی چیز پر مسح کر لینا کافی ہے جس کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔

سب سے اوپر والے موزہ پر مسح کرنے کی تین شرائط صحت قرار دی ہیں:۔

اوّل یہ کہ وہ کھال کا بنا ہوا ہو، اگر کھال کا نہیں ہے اور پانی اُس موزے تک پہونچ جاتا ہے جو اس کے نیچے ہے تو کافی ہے، اور اگر پانی موزے تک نہیں پہونچتا تو (صحتِ مسح کے لیے) کافی نہیں ہے۔ (جبکہ اوپر والے موزے میں شرائطِ مسح موجود نہ ہوں)۔

دوسرے یہ کہ اوپر والا موزہ ایسا ہو کہ فقط اُس کو پہن کر چلا پھرا جا سکے۔ اگر وہ ایسا نہ ہو تو اُس پر مسح کرنا صحیح نہ ہوگا۔

تیسرے یہ کہ وہ اوپر والا موزہ بھی اس طہارت (پاکی) کے بعد پہنا گیا ہو جس کے بعد نچلا موزہ پہنا گیا، بایں طور کہ وہ اوپر والے موزہ کو حدث لاحق ہونے (وضو ٹوٹنے) اور نچلے موزہ پر مسح کرنے سے پہلے پہن لیا گیا ہو۔ (کتاب الفقہ ص۲۲۹ جلد اول و در مختار ص۳۹ جلد۳ و عالمگیری ص۴۴ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ اگر جرموق چھوٹا ہے اس کے اندر ہاتھ ڈال کر موزہ پر مسح کر لیا تو جائز نہ ہوگا۔ (عالمگیری ص۴۴ جلد۱ و منیۃ المصلی ص۴۰)۔

نائلون کے موزوں پر مسح کرنا؟

سوال:۔ ہمارے یہاں عرب ممالک سے آئے ہوئے یونیورسٹی اور کالج کے طلبہ نائلون کے موزوں پر مسح کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے جوتے پاک ہیں، بار بار کیوں موزے اتاریں۔ تو کیا نائلون کے موزوں پر مسح درست ہے؟

جواب:۔ احادیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خفین پر مسح کیا اور خفین کا اطلاق محدثین اور فقہاء کے یہاں چمڑے کے موزوں پر ہوتا ہے۔

لہٰذا اگر چمڑے کے موزے ہوں تو ان پر بلا کسی اختلاف کے مسح کرنا جائز ہے اور اگر چمڑے کے موزے نہیں ہیں بلکہ سوت یا اُون کے ہیں تو فقہاء کرام رح نے ایسے موزوں پر جوازِ مسح کے لیے یہ شرطیں تحریر فرمائی ہیں کہ وہ ایسے دبیز، موٹے

اور مضبوط ہوں کہ صرف ان کو پہن کر تین میل چلنا ممکن ہو،
دوسرے یہ کہ پنڈلی پر بغیر باندھے (کپڑے وغیرہ کے موٹے ہونے کی وجہ سے) قائم رہ سکیں۔
تیسرے یہ کہ ان میں پانی نہ چھنے اور جذب ہو کر پاؤں تک نہ پہونچے۔ سُوت (کوٹن) یا اُون کے ایسے موزے ہوں تو ان پر مسح کرنا جائز ہے، اس لیے کہ ایسے موزے چرمی (چمڑے کے) موزے کے حکم میں آجاتے ہیں۔
نائلون کے موزے اولاً تو دبیز موٹے نہیں ہوتے بلکہ مہین اور پتلے ہوتے ہیں ان کو پہن کر تین میل چلنا مشکل ہے، پھٹ جانے کا اندیشہ ہے، اور اگر نہ بھی پھٹیں تب بھی ان میں یہ کمی ہے کہ اگر ان پر پانی ڈالا جائے تو پانی جذب ہو کر پاؤں تک پہونچ جاتا ہے۔ اس لیے ایسے نائلون کے باریک موزوں پر مسح کرنا کسی کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں صـ۲۵ـ جلد اول و شرح نقایہ صـ۲۹ـ ج۱)۔
صرف موزوں اور جوتوں کا پاک ہونا مسح کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتی، موزوں کا پاک ہونا تو ہر حال میں ضروری ہے جس طرح کپڑوں کا پاک ہونا ضروری ہے۔ مگر مسح کے جواز کے لیے پاک ہونے کے ساتھ ایسے موزے ہونا ضروری ہیں جن پر شرعاً مسح جائز ہے اور وہ یا تو چمڑے کے موزے ہیں یا ایسے اونی، سوتی موزے ہیں، جن میں مندرجہ بالا شرطیں پائی جائیں اور نائلون کے موزوں میں چوں کہ وہ شرطیں نہیں پائی جاتیں، اس لیے ان پر مسح جائز نہیں، اگر مسح کیا جائے گا تو وہ مسح معتبر نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ صـ۲۸ـ جلد ۴ و علم الفقہ صـ۷۶ـ جلد ۱ و نظام الفتاویٰ صـ۱۷ـ ج ۱)۔
(عام موزوں پر جن میں مسح کی شرائط نہ پائی جائیں تو مسح درست نہ ہوگا اور جب مسح نہ ہوا تو نماز بھی نہ ہوگی۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

چوری اور غصب کردہ موزوں پر مسح کرنا؟

مسئلہ:۔ ناجائز قبضہ کیے ہوئے یا چوری وغیرہ یا کسی اور ناجائز طریقے سے حاصل کیے ہوئے موزوں پر مسح کرنا صحیح ہے، اگرچہ اس کا

پہننا حرام ہو، کیونکہ پہننا یا قبضے میں لینا حرام ہو تو یہ امر مسح کے صحیح ہونے کے منافی نہیں ہے۔ مثال ایسی ہے جیسے ناجائز طور پر حاصل کیا ہوا یا چوری کا پانی کہ اگر وہ پانی پاک ہے تو وضو کرنا صحیح ہے، اگرچہ ایسا کرنے والا گنہگار ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ وہ لوگ جو چوری اور مغصوب وغیرہ اشیاء کا استعمال ایسی عبادتوں میں جن کا مقصد تقرب الی اللہ ہو، درست نہیں جانتے، اُس کا سبب ظاہر ہے۔ (کتاب الفقہ ص۲۰۳ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ جو موزہ چھین کر پہنا گیا ہو، اس پر مسح کرنا جائز ہے، لیکن چھیننے کا گناہ الگ ہوگا، کیونکہ یہ کبیرہ گناہ ہے، لیکن جو اس پر مسح کرکے نماز پڑھے گا اُس کی نماز ہو جائے گی۔ جس طرح اس پیر کا وضو میں دھونا بالاتفاق ضروری ہے جو پیر قصاص (سزا) کی وجہ سے کاٹنے کا مستحق ہو، اس کو "مغصوب پیر" کہا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب شرعی جرم کی وجہ سے پاؤں کاٹنے کا حکم ہوگیا اور پھر وہ شخص بھاگ گیا، تو گویا کہ اس نے پاؤں کو زبردستی غصب کر لیا۔ یہ شخص جب وضو کرے گا تو وضو میں پاؤں دھوئے گا، گویا یہ پاؤں حقیقتاً اس کا نہیں ہے، لیکن جب تک اس کے تصرف میں ہے اس کے دھونے کا حکم نافذ ہوگا۔ (درمختار ص۴۲ جلد اول)۔

بوسیدہ موزوں پر مسح کرنا؟

مسئلہ:۔ جس موزہ پر مسح جائز ہے اگر وہ اتنا گھس جائے کہ بغیر جوتہ پہنے ہوئے چلنے سے پھٹ جانے کا اندیشہ ہو تو اس پر مسح جائز نہیں رہتا۔ (امداد الاحکام ص۲۹۳ ج۱ بحوالہ شامی)۔

کیا بوٹ پر مسح جائز ہے؟

مسئلہ:۔ بوٹ جوتہ (شو) جس میں ٹخنے تک پوری طرح پاؤں چھپا رہے، موزوں کا کام دے سکتا ہے تو مسح اس پر جائز ہے لیکن چونکہ چلنے میں نجس ہو جاتا ہے، اس کو ہر نماز میں نکالنا پڑے گا اور مسح ٹوٹ جائے گا، کچھ فائدہ نہ ہوگا، کیونکہ نکالنے اور اتارنے سے مسح کی مدت ختم ہو جاتی ہے)۔ (امداد الفتاویٰ ص۵۰ جلد اول وطہور المسلمین ص۳۶ و فتاویٰ دار العلوم ص۲۶۵ جلد اول)

مسئلہ:۔ چوں کہ بوٹ (شو) کے نیچے کا حصہ جو کہ زمین پر لگتا ہے پاک نہیں ہے تو اس پر مسح جائز نہیں اور اس بوٹ کو پہن کر نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔ (فتاوے دار العلوم ص۲۷ جلد ا بحوالہ عالمگیری کشوری باب الانجاس ص۴۲ ج ا و درس ترمذی ص۳۳۵ ج ا)

دستانے و عمامے پر مسح کرنا؟

مسئلہ:۔ دستانوں پر مسح درست نہیں ہے، اسی طرح عمامہ (صافہ، پگڑی)، ٹوپی اور برقعہ پر بھی مسح جائز نہیں ہے۔ (رہنمائے دین ص۲۶ بحوالہ شرح وقایہ و عالمگیری ص۴ جلد ا، وبہشتی زیور ص۔ جلد ا بحوالہ ہدایہ ص۶۱ جلد ا)۔

مسئلہ:۔ کیونکہ یہاں (عمامہ، ٹوپی، برقعہ، دستانوں وغیرہ میں)، کوئی مشقت اور تکلیف نہیں ہے کہ مسح کی اجازت دی جاتی، دوسری وجہ مسح کے جائز نہ ہونے کی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مسح علی الخفین کا ثبوت حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے خلاف قیاس ہے لہٰذا موزے پر دوسری چیز کا قیاس درست نہ ہوگا۔ (درمختار ص۴۳ ج ا و منیۃ المصلی ص۴۱)۔

سرد علاقہ میں مسح کا حکم؟

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص ایسے برفستان (سرد علاقہ) میں ہے کہ وہاں اگر موزے نکالے جائیں تو سردی کی وجہ سے پاؤں بالکل بے کار ہو جانے کا قوی اندیشہ یہ ظن غالب ہو جائے تو ایسے وقت باوجود مدت ختم ہو جانے کے برابر اس پر مسح کرتے رہنا جائز ہے۔ کیونکہ اس صورت میں یہ موزہ بحکم جبیرہ (پلاستر یعنی زخم کی پٹی پر مسح کرنے کے حکم میں) ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم مع امداد المفتین ص۲۱۱ جلد۲)۔

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص کی مدت مسح ختم ہو گئی لیکن وضوء اس کا باقی ہے تو اس کو اختیار ہے کہ موزہ نکال کر صرف پاؤں دھولے یا پورا وضو کرلے لیکن پورا وضوء دوبارہ کرلینا اولیٰ ہے۔ (شامی عن المنتقی ص۲۵۵ جلد اول و فتاویٰ دار العلوم ص۲۱۱ جلد۲ مع امداد المفتین، و درمختار ص۴۷ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ مدت مسح ایسے وقت ختم ہو جب کہ سخت ٹھنڈ ہو رہی ہو جس میں موزہ کے اتارنے سے ظن غالب یہ ہو کہ پاؤں جاتا رہے گا (شل ہو جائے گا)، تو اس وقت کیا

کرے۔ اس صورت میں فقہاء کے دو فریق ہیں۔ ایک فریق کہتا ہے کہ مدت مسح کے ختم ہونے کے باوجود مسح نہیں ٹوٹے گا۔ دوسرا کہتا ہے کہ مسح ٹوٹ جائے گا، لیکن وہ مسح دوبارہ استیناف کرے (لوٹائے) اور یہ مسح علی الجبیرہ (پٹی پر مسح) کے طرز کا قرار پائیگا۔ (درمختار ص۲۴۷ جلد ۲

مبطن موزہ پر مسح کرنا؟ چمڑہ چڑھانے کی ایک صورت منعل اور مجلد کے علاوہ اور بھی ہے یعنی مبطن جس کی صورت یہ ہے کہ جراب کے اندر کی جانب چمڑا لگا لیا جائے، حکم اس کا بھی وہی ہے جو مجلد و منعل کا ہے کہ اگر چمڑا پورے قدم پر مستوعب (یعنی پورے ٹخنہ تک ڈھکا ہوا چھپا ہوا ہو) تو بحکم مجلد ہے ورنہ بحکم منعل۔ (اور منعل موزہ پر مسح جائز نہیں)۔

مسئلہ:۔ جو جراب کسی اُونی کپڑے کی ہو یا پتلے چمڑے کی ہو ان کو اگر منعل کر لیا جائے تو ان پر مسح کے بارے میں اختلاف ہے اور راجح شارح منیہ کے نزدیک جواز ہے۔ لیکن احتیاط و تقوے کے خلاف ہے۔ (امداد المفتین ص۲۰۲ جلد اول)۔

زربول موزہ کا حکم **مسئلہ**:۔ زربول ملک شام میں ایک قسم کی جراب یا موزہ کو کہتے ہیں جو دونوں ٹخنوں کی طرف سے کُھلا ہوا بنتا ہے اور اس میں گھنڈی لگی ہوئی ہوتی ہے، پہننے کے بعد اس کو کس کر باندھ لیتے ہیں باندھنے کے بعد کُھلا ہوا حصہ چھپ جاتا ہے، اس پر مسح جائز ہے۔ (درمختار ص۲۴۱ جلد۲)۔

(اور آج کل چمڑے کے موزہ میں گھنڈی کے بجائے زِپ لگاتے ہیں، وہ بھی صحیح ہے، اس پر بھی مسح جائز ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

تفصیل دیکھئے:۔ شامی ص۲۴۹ جلدا۔ بدائع صنائع ص۱۱ جلدا۔ البحر الرائق ص۱۹۲ جلدا۔ خلاصۃ الفتاوٰی ص۲۸ جلدا۔ عالمگیری مصری ص۳۰ جلدا۔ طحطاوی ص۱۳۷ جلدا۔ مراقی الفلاح ص۷۰ جلدا۔ معارف السنن ص۳۵۰ جلدا۔ نصب الرایہ ص۱۸۵ جلدا۔ تحفۃ الاحوزی ص۳۳۰ جلدا۔ بلوغ المرام ص۹۔ الکوکب الدری ص۶۶ جلدا۔ البحر ص۱۶۵ جلدا۔ ترمذی شریف ص۳۳۸ جلدا باب المسح علی الخفین۔ فیض الباری ص۳۰۲ جلدا۔ البدایہ ص۶۱ جلدا اعلاء السنن از ص۸ تا ص۳۷ جلد اول

ابوداؤد ص۲۱ جلد اول باب التوقیت فی المسح۔

آں حضرتؐ کے خفین و نعلین مُبارک

سُوال:۔ موزوں پر مسح کرنا مشروع بلکہ خصائص اہلِ سنت والجماعت سے ہے، اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موزوں کو استعمال فرمانا لاریب فیہ (اس میں کوئی شک نہیں) ہے اور نعلینِ مبارک کی نوعیت و ہیئت بھی کتب سیر میں مفصل و مشرح ہے اور نقشہ بھی معلوم ہے، جہاں تک سمجھ میں آتا ہے موزہ پہن کر ان نعلین کا ان پر پہنا جانا قیاس میں نہیں آتا، لیکن کسی کتاب میں مثل شرح سفر السعادت و مدارج النبوت و روضۃ الاحباب وغیرہ کے یہ امر بالوضاحت نہیں پایا جاتا، جیسا کہ کلاہ و عمامہ (ٹوپی و پگڑی) کی نسبت تصریح موجود ہے۔ اور فل بوٹ جو ٹخنہ تک یا بعض صورتوں میں اس سے بھی اوپر تک ہوتا ہے وہ حکم موزہ میں داخل معلوم ہوتا ہے، اور اگر سوتی یا اُونی جراب پر یا بلا جراب کے پہنا جاوے تو اس پر مسح مشروع ہوگا یا نہیں؟

جواب:۔ موزوں میں بعد مسح جواز صلوٰۃ کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ طاہر بن ہوں، یعنی نجاستِ مانعہ عن الصلوٰۃ ان میں موجود نہ ہو۔ پس اگر تنہا موزوں کے پہننے میں بھی یہ امر ملحوظ رہے کہ وہ نجس نہ ہوں تو کچھ ضروری نہیں ہے کہ ان کو جوتوں کے ساتھ پہنا جاوے، اگر تنہا موزہ کوئی شخص پہنے ہوئے ہو اور وہ پاک ہوں تو مسح ان پر لاریب درست ہے اور نماز صحیح ہے باقی یہ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم موزوں پر جوتہ بھی پہنتے تھے یا نہیں تو بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جوتہ بھی موزوں پر پہنتے تھے اور جو نقشہ جوتہ مبارک کا مشہور ہے اور اس کا موزوں پر پہننا مشکل معلوم ہوتا ہے تو ممکن ہے کہ موزوں پر دوسری قسم کا جوتہ پہنتے ہوں جس میں وہ تسمہ نہ ہوتا ہو جو انگشت میں ہوتا ہے۔ بلکہ صرف پشتِ قدم پر ایک چمڑے کا حلقہ ہوتا ہو، اور علاوہ بریں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر صرف موزہ پہنتے ہوں تو آپ کو چوں کہ طہارت کا حال معلوم ہوتا تھا اس لیے آپؐ ان پر مسح فرماتے تھے، اب بھی اگر ایسا ہو تو مسح کو کیا امر مانع ہے، اور واضح ہو کہ موزوں میں یہ بھی

شرط ہے کہ ساتر قدمین مع الکعبین ہوں (یعنی موزے ٹخنوں کو چھپائے ہوئے ہوں، پس اگر کسی قسم کا بوٹ ایسا ہو کہ ٹخنوں سے اوپر تک ہوا ور قدمین مع الکعبین پوری طرح اس میں مستور ہو جاویں تو مسح ان پر درست ہے اور وہ پاک ہیں تو ان کے ساتھ نماز صحیح ہے۔ (ردالمختار باب المسح علی الخفین ص۲۴۱ جلد اول)۔ (ماخوذ " فتاویٰ دارالعلوم مدلل و مکمل جلد اول از ص۲۷۵ و ص۲۷۶

کیا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کپڑے کی جراب پر مسح ثابت ہے؟

سوال:۔ محض کپڑے کی جراب مروجہ پر مسح کرنا جائز ہے یا نہیں۔ میں نے ایک مولوی صاحب سے مسئلہ دریافت کیا تھا، اس کے جواب میں انہوں نے یہ فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کپڑے کی جراب پر مسح کرنا ثابت ہے، کوئی قید پتلی یا غفت کی نہیں ہے۔ بینوا توجروا۔

جواب:۔ جوربین پر مسح کرنا درست نہیں ہے، اس واسطے کہ جواز مسح علی الجوربین کے لیے چار شرطیں ہیں، تین شرطیں تو وہ ہیں کہ جو خفین کے مسح میں بھی ضروری ہیں، ایک شرط جوربین کے مسح میں زائد ہے۔ قال فی الدرالمختار وشرط مسحہ ثلاثۃ امور الاول کونہ ساترالقدم مع الکعب۔ والثانی کونہ مشغولا بالرجل۔ والثالث کونہ مما یمکن متابعۃ المشی المعتاد فیہ فرسخا فاکثر الخ الی ان قال او جوربیہ الثخنین بحیث یمشی فرسخا ویثبت علی الساق بنفسہ ولا یری ما تحتہ ولا یشف الخ ردمختار علی الشامی جلد اول ص۱۷۹،

پس اگر یہ چاروں شرطیں جوربین میں پائی جاویں تب مسح درست ہو گا یعنی (۱) وہ قدم کو مع ٹخنوں کے ساتر ہوں، دوسرے یہ کہ قدم کو مشغول ہوں یعنی

لہ الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب المسح علی الخفین ص۲۴۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر

قدم کو ڈھانپ کر کچھ حصہ ان کا باقی نہ بچے، تیسری یہ کہ ان میں چلنے کی عادت بھی ہو، چوتھی یہ کہ ایسے گاڑھے ہوں کہ کوئی چیز ان میں سرایت نہ کر سکے اور چوں کہ یہ سب امور جرابہائے مروجہ میں مفقود ہیں، لہٰذا مسح ان پر جائز نہیں۔

کما قال الشامی وانهم اخرجوه لعدم تأتی الشروط فيه غالباً[1] الخ

اور مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے کپڑے کی جراب پر مسح ثابت ہے، اصلے ندارد، اور افترار اور ناواقفی ہے لغت سے۔ حدیث میں تو اس قدر ہے۔

انه عليه الصلوٰة والسلام مسح على خفيه الحديث ملخصاً[2]۔

دوسری حدیث میں ہے:۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسح على الجوربين[3]

غرض خف اور جراب پر مسح ثابت ہے اور خف اور جراب سے مراد وہ موزے ہیں جو شروط مذکورہ بالا کو جامع ہوں، مطلق کپڑے کی جرابیں مراد نہیں ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۲۲۶ جلد اول)۔

مسئلہ: چند باریک جرابیں (موزے) یکے بعد دیگرے تہ بہ تہ پہن لینے کے بعد بھی ان پر مسح درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۲۷۴ جلد اول بحوالہ البحر ص۱۹۲ ج ۱)۔

---

[1] رد المحتار باب المسح على الخفين ص۲۴۸ جلد اول ۱۲ ظفیر۔

[2] جمع الفوائد المسح على الخفين ص۴۲ جلد اول ۱۲ ظفیر۔

[3] جمع الفوائد المسح على الخفين ص۴۲ جلد اول ۱۲ الفاظ یہ ہیں توضاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومسح على الجوربين للترمذی وابی داؤد الخ (ایضاً) ۱۲ ظفیر۔

موزے کیسے ہوں؟

مسئلہ:۔ وضو میں جن موزوں کو اتار کر پیروں کا دھونا فرض نہیں ان میں چار باتوں کا پایا جانا ضروری ہے

(۱) ایسے دبیز (موٹے) ہوں کہ بغیر کسی چیز کے باندھے ہوئے پیروں پر کھڑے رہیں۔

(۲) ایسے دبیز ہوں کہ ان کو پہن کر تین میل ۴ کلومیٹر ۸۰ میٹر یا اس سے زیادہ چل سکیں۔

(۳) ایسے دبیز اور موٹے ہوں کہ نیچے کی جلد نظر نہ آئے۔

(۴) پانی کو جذب کرنے والے نہ ہوں یعنی اگر ان پر پانی ڈالا جائے تو ان کے نیچے کی سطح تک نہ پہونچے۔

جن موزوں میں یہ باتیں پائی جائیں گی تو وہ خواہ چمڑے کے ہوں یا کپڑے کے، اور خواہ کسی اور چیز کے، ان پر مسح کرنا درست ہوگا، بشرطیکہ مسح کے شرائط پائے جائیں۔ (مظاہر حق ص۲۶۲ جلد اول و امداد الفتاویٰ ص۷۵ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ عام طور پر چمڑے کے موزے پر مسح کیا جاتا ہے لیکن چمڑا ہونا کچھ ضروری نہیں، اگر کسی موٹے کپڑے یا کریچ وغیرہ کے ایسے موزے ہوں جو بغیر باندھنے کے ٹخنے پر کھڑے رہیں اور ان کو پہن کر (بغیر جوتوں کے) تین میل چل بھی سکیں تو ان پر بھی مسح جائز ہوگا۔

مسئلہ: جن موزوں پر مسح جائز ہے اُن میں چلنے کے قابل اور موٹا و دبیز ہونے کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ اس میں ٹخنے تک پاؤں چھپا رہے اس سے کم نہ ہو، خواہ زیادہ کتنا ہی ہو۔ (طہور المسلمین ص۳۴ و احسن الفتاویٰ ص۱۶ جلد۲ و کتاب الفقہ ص۲۱ جلد و در مختار ص۲۴۴ ج۱)۔

مسئلہ:۔ جس موزہ پر مسح کرنا درست ہے، اس سے مراد وہ موزہ ہے جو دونوں پیروں میں ٹخنوں تک پہنا جائے، ٹخنوں سے مراد وہ اُبھری ہوئی ہڈی ہے جو قدم کے اوپری حصے میں ہوتی ہے۔ اور یہ اس لیے ہے کہ ٹخنوں تک پورے قدم کا دھونا واجب ہے۔ اگر تھوڑی سی جگہ بھی دھونے سے رہ گئی تو وضو باطل ہو جائے گا۔ (کتاب الفقہ ص۲۲۱ جلد۱)

(موزہ ٹخنے سے کم نہ ہو زیادہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔ رفعت قاسمی غفرلہٗ)

موزے حلال یا حرام چمڑے کے؟

سوال:- موزوں کا پتہ کیسے لگایا جائے کہ یہ حلال جانور کے ہیں یا حرام جانور کے؟ اور کیا حلال وحرام دونوں جانوروں کے چمڑے سے بنے ہوئے موزوں پر مسح کرنے سے ہو جاتا ہے؟۔

جواب:- کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے اور موزے پاک چمڑے ہی کے بنائے جاتے ہیں اسلئے اس وسوسہ کی ضرورت نہیں۔ (آپ کے مسائل ج۲ ص۶۶)

پلاسٹک کے موزے پر جُراب ہو تو؟

سوال:- اگر پلاسٹک کا موزہ بنوالیا جائے اور اس کے اُوپر سوتی موزہ پہن لیا جائے تو اس پر مسح جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- اگر پلاسٹک کو جُراب کے ساتھ سی لیا جائے تو اس پر مسح جائز ہے، اس کو مبطن کہا جاتا ہے۔ (شرح منیۃ ص۱۲۱)۔

بغیر سلائی کیے جُراب پر مسح جائز نہیں، اس لیے کہ مسح چرمی (چمڑے کے) موزہ پر شروع ہے اور جراب پر مسح کرنے سے موزہ پر مسح متحقق نہیں ہوا، بخلاف مبطن کے کہ اس میں کپڑا اور چمڑا سلائی کے ذریعہ ایک ہو جاتا ہے، اس لیے اس پر مسح جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص۶۶ جلد۲ پلاسٹک کا ثخین یعنی شرائط پوری کرنے والا ہونا شرط ہے)۔

کانچ یا لوہے کے موزہ پر مسح کا حکم

مسئلہ:- اس موزہ پر مسح جائز نہیں جو کانچ (شیشہ) یا لوہے یا لکڑی کا بنا ہوا ہو، کیونکہ ان چیزوں کے بنے ہوئے موزے کو پہن کر آدمی بلا تکلف نہیں چل سکتا ہے۔ (درمختار ص۲۴۴ جلد۳ وعالمگیری ص۶۵ جلد اول)

ایک پاؤں والے کے مسح کا حکم

مسئلہ:- اگر کسی کا پاؤں کٹ گیا ہو تو اگر قدم کی پشت کی جانب سے بقدر فرض تین انگلیوں کے برابر باقی ہے تو موزوں پر مسح کرے اور اگر بقدر فرض پشت قدم باقی نہیں ہے تو دونوں پاؤں اس شخص کی طرح دھوئے جس کا پاؤں دونوں ٹخنوں سے کاٹ دیا گیا ہو، یعنی اس کے نیچے سے کہ اس کے لیے بھی مسح کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ مسح

کرنے کی جگہ باقی نہیں رہی، ہاں دھونے کا محل البتہ باقی ہے، لہٰذا دھوئے گا۔

مسئلہ:۔ اگر کسی کے ایک ہی پاؤں ہے خواہ ایسا پیدائشی ہے یا ایک پاؤں ٹخنوں سے اوپر سے کٹ گیا ہے، اس حالت میں یہ شخص اسی ایک پیر کے موزے کا مسح کرے گا (درمختار صہ۲۴ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ اگر کسی کے پاؤں میں لنگ ہے اور پنجوں کے بل چلتا ہے اور ایڑی اپنی جگہ سے اٹھ جاتی ہے تو اس کے لیے بھی موزوں پر مسح کرنا جائز ہے جب تک اس کا پاؤں پنڈلی کی جانب نکل نہ جائے۔ (درمختار صہ۶۸ جلد اول)

مسئلہ:۔ اگر کسی کا ایک پاؤں کٹ گیا ہے اور کم از کم تین انگل کی مقدار باقی رہ گئی تو مسح جائز ہے اور اگر اتنا حصہ بھی باقی نہ رہا اور موزہ چڑھا لیا تو اس پر مسح درست نہ ہوگا، لیکن اگر ٹخنے کے اوپر کا حصہ کٹا ہے اور دوسرا پاؤں سالم ہے تو موزے پر مسح کرنا صحیح ہوگا۔ (کتاب الفقہ صہ۲۲۶ ج ۱)۔

عام سوتی موزہ پر مسح کا حکم

مسئلہ:۔ اگر اونی یا سوتی موزوں میں یہ چند شرائط ہوں تو ان پر مسح جائز ہے:۔

اول گاڑھے، دبیز اور موٹے ایسے ہوں کہ صرف اس کو پہن کر اگر تین میل یعنی بارہ ہزار قدم چلیں تو وہ پھٹیں نہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر اس کو پہن کر پنڈلی پر نہ باندھیں تو گرے نہیں۔ تیسرے اس میں سے پانی نہ چھنے۔ چوتھے اس کے اندر سے کوئی چیز نظر نہ آئے یعنی اگر آنکھ لگا کر اس میں سے دیکھے تو کچھ نہ دکھائی دے۔ (امداد الفتاوی صہ۷ جلد اول)۔

چمڑے کے موزے کے نیچے عام موزہ کا حکم

مسئلہ:۔ اگر کپڑے کی جرابیں خواہ موٹے کپڑے کی ہوں یا باریک ہوں، ان کو پہن کر اوپر چمڑے کے موزے پہنے جائیں تو ان پر مسح جائز ہے۔ (امداد الفتاوی صہ۷ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ معمولی سوتی و اونی (نائیلون وغیرہ کے) موزوں پر جو آج کل استعمال کئے جاتے ہیں ان پر ہرگز مسح جائز نہیں ہے، البتہ اگر نیچے پہن کر اور اس کے اوپر چمڑے وغیرہ کا باقاعدہ موزہ پہن لیں تو اس پر مسح جائز ہے۔ (فتاوی دار العلوم صہ۲۶۷ جلد اول و

امدادالاحکام ص۳۹۲ جلد اول واحسن الفتاویٰ ص۱۹۱ جلد ۲)۔

مسئلہ:۔ چمڑے کے موزوں کے اندر عام سوتی واونی وغیرہ موزے پہننا درست ہے۔ (امدادالفتاویٰ ص۷۸ جلد ۱ وفتاویٰ دارالعلوم قدیم ص۲۰۹ جلد ۲ وبحر ص۱۹۰ ج ۱)۔

موزہ کا دھونا کیسا ہے؟

مسئلہ:۔ اگر موزہ کو (پہنے ہوئے) دھولیا اور مسح کی نیت نہ تھی، مثلاً موزہ کی صفائی ستھرائی وغیرہ پیش نظر تھی یا کوئی بھی نیت نہ تھی، تب بھی مسح ہوجائے گا، اگرچہ موزہ کا (پہنے ہوئے) دھونا امر مکروہ ہے۔ (کتاب الفقہ ص۲۳۲ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ موزوں پر مسح کے درست ہونے کے لیے موزوں کا (نجاست سے) پاک ہونا شرط نہیں ہے۔ اگر موزہ پر نجاست لگ جائے تب بھی اُس پر مسح کرنا صحیح ہے، البتہ اس کے ساتھ نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے اگر وہ نجاست معاف (قابلِ درگذر) نہ ہو۔ (نجاست معاف ہونے کی تفصیل استنجاء کے باب میں آئی ہے)۔ (کتاب الفقہ ص۲۲۳ ج ۱)

مسافر و مقیم کے لیے مدّتِ مسح

مسئلہ:۔ جب شرطیں پائی جائیں تو حالتِ قیام میں ایک دن رات چوبیس ۲۴ گھنٹے تک موزے پر مسح جائز ہے، اور حالتِ سفر (شرعی مسافر کے لیے سفر) میں تین دن تین رات تک یعنی بہتر ۷۲ گھنٹے تک، خواہ یہ سفر سفرِ طاعت ہو یا سفرِ معصیت، لیکن یہ مدت موزہ پہننے کے وقت سے محسوب نہ ہوگی بلکہ موزہ پہننے کے بعد جس وقت وضو جاتا رہا اس وقت سے چوبیس گھنٹے یا بہتر گھنٹے شمار ہوں گے۔ موزہ پہننے کے وقت کا کچھ اعتبار نہیں، مثلاً کسی شخص نے ظہر کے وقت وضو کرکے دو بجے موزے پہنے اور عصر کے وقت پانچ بجے اس کا وضو جاتا رہا تو (مقیم کے لیے) اگلے روز کے پانچ بجے تک ان موزوں پر مسح کرسکتا ہے اور سفر میں ہو تو تیسرے دن کے پانچ بجے تک کرسکتا ہے، ایسے ہی اگر مغرب کے بعد موزے پہنے اور اسی وضو سے رات کو دس بجے سوگیا، تو بس دس بجے سے حساب شروع ہوگا۔

لیکن یہ اختیار نہیں کہ جس وقت دل چاہے موزہ پہن کر پاؤں دھونے سے بچ

جائے، بلکہ شرط یہ ہے کہ جس وقت پہلا وضو ٹوٹا ہو اس وقت موزہ پہنے ہوئے ہو، مغرب کے وقت موزہ پر وہی شخص مسح کر سکتا ہے جس نے عصر کے وقت کا وضو ٹوٹنے سے پہلے موزہ پہن لیا ہو۔

مسئلہ:۔ اچھی صورت یہ ہے کہ جس وقت پورے اعضاء ہاتھ پاؤں وغیرہ دھونے کے بعد کامل وضو موجود ہو موزہ پہن لے، اس کے بعد جب وضو جاتا رہے اور وضو کرنا چاہے تو صرف منہ ہاتھ دھو کر سر پر اور موزے پر مسح کرلے اور اسی طرح چوبیس گھنٹے کے اندر جب کبھی وضو ٹوٹے منہ ہاتھ دھو کر سر اور موزہ پر مسح کرلے لیکن جیسا پہلے بیان کیا گیا ہے وضو ٹوٹنے کے وقت سے مدّت کا شمار ہوگا، یہ نہیں کہ موزہ پہننے کے وقت سے حساب کریں، اور یہ بھی نہیں کہ مسح کرنے کے وقت سے چوبیس گھنٹہ لیں۔ مثلاً جو شخص باوضو موزہ پہن کر رات کو دس بجے سو گیا اور صبح کو پانچ بجے وضو کیا اور موزہ پر مسح کیا تو رات کے دس بجے سے مقیم کے لیے چوبیس گھنٹے لیے جائیں گے، صبح کے پانچ بجے کا (جس وقت وضو کیا تھا اس وقت کا) اعتبار نہ ہوگا۔

مسئلہ:۔ یہ بھی جائز ہے کہ صرف پاؤں دھو کر موزہ پہن لے اور وضو توڑنے والی چیزوں کے پیش آنے سے پہلے باقی اعضاء کو دھو کر وضو کامل کرے، اس کے بعد جب وضو ہو جائے گا اور دوبارہ وضو کرنا چاہے گا تو مسح جائز ہوگا، لیکن یہ خلاف ترتیب ہے، لہٰذا عمدہ صورت وہی ہے جو ہم نے پہلے بیان کی ہے کہ پورا اور کامل وضو کرکے موزہ پہنے، اور یہ ضروری نہیں کہ فوراً وضو کے بعد موزہ پہن لے بلکہ وضو ٹوٹنے سے پہلے پہلے جب چاہے پہن لے۔

مسئلہ:۔ موزوں پر مسح اسی وقت جائز ہے جب کہ صرف وضو ٹوٹا ہو، اگر غسل واجب ہوا ہو تو موزوں کا مسح کافی نہیں، موزوں کو نکالنا پڑے گا، خواہ مدّت پوری ہوئی ہو، یا نہ ہوئی ہو۔ (طہور المسلمین ص۳۵ ومظاہر حق ص۲۶۶ جلد اول وکتاب الفقہ ص۲۳۱ جلد۱۔ و فتاویٰ دار العلوم مع امداد المفتین ص۲۱۱ جلد۲ و دُرّ مختار ص۳۳ جلد اول باب المسح علی الخفین)

مسح موزے کے کس حصّہ پر اور کیسے؟

شارع علیہ السلام نے پورے موزے کا مسح، جس سے تمام پاؤں

ڈھکا ہو، ضروری قرار نہیں دیا، حالانکہ موزہ پر مسح کرنا پاؤں دھونے کا قائم مقام ہے اور پَیر پورے کا پورا دھونا فرض ہے۔

اس کا سبب یہ ہے کہ موزے پر مسح کرنے کا حکم ایک خاص رعایت ہے، شارع علیہ السلام نے اس بارے میں سہولت رکھی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ نرمی برتی جاسکے، رہی یہ بات کہ موزے کے کس قدر حصہ کا مسح فرض ہے، اس کے متعلق مسائل مندرجہ ذیل ہیں۔

مسئلہ :۔ موزے کے اوپر تین انگلیوں کے بقدر جگہ پر مسح فرض ہے۔ انگلی کی چوڑائی ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی کے برابر ہونی چاہیئے اور یہ شرط ہے کہ موزہ کی اس جگہ پر مسح ہو جس میں پَیر ہے۔ اس مسئلہ میں موزوں پر مسح کرنے کو سَر کے مسح پر قیاس کیا گیا ہے۔ پس اس کے سوا کسی اور حصہ پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ مثلاً پنڈلی سے لگتے ہوئے حصہ پر یا پچھلے حصہ پر یا کناروں پر یا نیچے کی جانب یا پہلو پر اوپر کے علاوہ کسی جگہ بھی مسح درست نہیں ہے، البتہ وہ حصہ جو ٹخنوں کے سامنے ہے اس پر مسح جائز ہے۔

مسئلہ :۔ اگر چمڑے کے موزہ پر بال ہوں اور اوپر اس طرح پڑے ہوئے ہوں کہ مسح کرنے میں پانی کی تری جلد تک نہ پہونچے تو مسح درست نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر بالوں پر مسح کرنے کا ارادہ کیا اور پانی کی تری جلد تک پہونچ گئی تب بھی درست نہ ہوگا۔ (کتاب الفقہ ص۲۲۵ ج۱)

مسئلہ :۔ موزہ ایسا پھٹا ہوا نہ ہو کہ اس پر مسح نہ کیا جاسکے اور پھٹنے کی مقدار (زیادہ سے زیادہ) پَیر کی تین انگلی کے برابر ہے۔

مسئلہ :۔ مسح ہاتھ کی انگلیوں سے کیا جائے، اگر ایک انگلی سے مسح کیا تو درست نہ ہوگا کیونکہ اس طرح ایک انگلی سے مسح کرنے میں یہ اندیشہ ہے کہ مسح کی مقدار پوری کرنے سے پہلے ہی انگلی کا پانی خشک ہو جائے گا تاہم اگر ایک ہی انگلی سے مسح کیا لیکن موزہ پر تین جگہ کیا اور ہر بار نیا پانی لیا تو مسح درست ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر انگلی کی نوک سے مسح کیا اور مقدار مفروض پر کرلیا اور پانی انگلی سے ٹپک رہا تھا تو مسح صحیح ہو جائے گا ورنہ نہ ہوگا۔ واضح ہو کہ موزہ پر ہاتھ سے مسح کرنا ضروری نہیں ہے، بلکہ اگر بارش کا پانی اس حصے پر بہہ گیا جس پر مسح کرنا فرض تھا، یا اس پر پانی وغیرہ بہا دیا تو مسح کے لیے یہ کافی ہے۔ (کتاب الفقہ ص۲۲۶ ج۱)

ودرمختار ص۳۵ جلد۲)۔

مسئلہ:۔ موزے کے مسح میں فرض صرف اس قدر ہے کہ ہاتھ کی انگلیوں سے (تین انگلیوں سے مسح کرے) تین انگشت کے برابر جگہ پر ہر ایک موزہ پر پاؤں کے اوپر کی جانب مسح ہوجائے، اور عمدہ طریقہ مسح کرنے کا یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو (ہتھیلی کو علٰحدہ رکھے) پانی سے ترکر کے ذرا کشادہ رکھ کر ہر دو موزوں پر پاؤں کی انگلیوں پر رکھ کر اوپر کی طرف کو کھینچتا چلا جائے اور ٹخنے کی طرف کھینچ لے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی نے اُلٹا مسح کیا یعنی ٹخنے کی طرف سے کھینچ کر انگلیوں تک پہونچایا تب بھی جائز ہوگیا، لیکن یہ خلافِ سنّت ہے۔ (طہور المسلمین ص۳۵)

مسئلہ:۔ پہلے دونوں ہاتھوں کو غیر مستعمل یعنی نئے پانی سے ترکیا جائے اور پھر داہنے ہاتھ کی انگلیاں کشادہ کرکے داہنے موزے کے سرے پر (جو انگلیوں کے اوپر ہوتا ہے) اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں کشادہ کرکے بائیں موزے کے سرے پر رکھ کر انگلیوں کو کھینچتے ہوئے ٹخنوں کے اوپر تک لایا جائے، اس طرح کہ پانی کی لکیریں سی کھنچ جائیں۔ مسح کا مسنون ومستحب طریقہ یہ ہے۔ اور اگر کسی نے صرف ایک انگلی کے ساتھ تین بار اس طرح مسح کیا کہ ہر بار نیا پانی لیتا رہا اور ہر بار نئی جگہ اس انگلی کو پھیرا تو مسح جائز ہو جائے گا ورنہ نہیں یعنی اگر نیا پانی نہیں لیا تو مسح جائز نہ ہوگا۔ (مظاہر حق ص۲۷۶ جلد اول وکتاب الفقہ ص۲۲۳ ج۱)

مسئلہ:۔ موزے کا مسح اگر انگلیوں سے نہ کیا بلکہ ہتھیلی سے مسح کیا یا ہاتھ سے نہیں کیا بلکہ کسی لکڑی یا کپڑے کو بھگو کر مسح کر دیا تب بھی جائز ہے۔

مسئلہ:۔ اگر بارش وغیرہ کا پانی یا قطرے باہر سے لگ کر تین تین انگلیوں کے برابر جگہ دونوں موزوں کے اوپر سے تر ہوگئی یا شبنم پڑی ہوئی گھاس میں چلنے سے اسی قدر تر ہوگیا تو کافی ہے مسح ہوگیا، یا ایسی گھاس پر چلے جو بارش کے پانی سے بھیگی ہوئی تھی تو کافی ہے۔

مسئلہ:۔ اگر نیچے یعنی پاؤں کے تلوے کی طرف مسح کر دیا یا دائیں بائیں جانب یا ایڑی پر مسح کر دیا، یا تین انگلیوں سے کم مسح کیا تو ناجائز ہے۔

مسئلہ :۔ اگر انگلیوں کو لٹکا کر نہیں رکھا بلکہ کھڑا کر دیا اور کھینچ دیا تو اگر ہاتھ خوب تر بھیگے ہوئے تھے، اُوپر سے پانی ٹپک رہا تھا اور دونوں پاؤں پر تین انگشت کی مقدار جگہ تر ہوگئی تو جائز ہے۔ اور اگر پانی کم تھا صرف تین تین نشان انگلیوں کے سرے پر بن گئے تو مسح جائز نہیں ہوا۔ (طہور المسلمین ص۳۶ وکتاب الفقہ ص۲۲۶ جلد۱ وعالمگیری ص۶۵ جلد اول ودرمختار ص۲۴۲ جلد۲)۔

مسئلہ :۔ اگر ایک پاؤں پر دو انگلیوں کی مقدار کے برابر اور دوسرے پر پانچ انگلیوں کی مقدار کے برابر مسح کرے تو جائز نہیں۔

مسئلہ :۔ اگر ایک شخص کے پاؤں میں زخم ہے اور وہ اس کو نہ دھو سکتا ہے نہ مسح کر سکتا ہے تو اس کو دوسرے پر مسح کرنے کی اجازت ہے، اسی طرح اگر ٹخنوں کے اوپر سے پیر کٹ گیا تو اس کا بھی وہی حکم ہے۔ اور اگر ٹخنے کے نیچے سے کٹا اور تین انگلیوں کے برابر اس پر مسح ہو سکتا ہے تو دونوں پر مسح کرے گا۔ (فتاویٰ عالمگیری ص۶۵ جلد۱)۔

مسئلہ :۔ اگر انگوٹھے اور اس سے متصل انگلی سے مسح کیا اور دونوں کھلے ہوئے تھے تو مسح جائز ہوگا۔

مسئلہ :۔ اگر اس طرح مسح کرے کہ تین انگلیاں رکھ دے اور ان کو نہ کھینچے تو جائز ہے لیکن سنت کے خلاف ہے۔

مسئلہ :۔ اگر انگلیوں کے سروں سے مسح کیا اور ان سے پانی ٹپک رہا ہے تو مسح جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔

مسئلہ :۔ اعضاء کے دھونے میں جو تری رہ جاتی ہے اس سے مسح جائز ہے، خواہ ٹپکتی ہو یا ٹپکتی نہ ہو، اور مسح کرنے کے بعد جو تری باقی رہ جاتی ہے اس سے مسح جائز نہیں ہے

مسئلہ :۔ اگر دونوں موزوں پر چوڑائی میں مسح کرے تو مسح ہو جاتا ہے۔

مسئلہ :۔ اگر ہتھیلی رکھ کر یا صرف انگلیاں رکھ کر کھینچے تو دونوں صورتیں جائز ہیں اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ پورے ہاتھ سے مسح کرے، اگر ہتھیلی کی پشت سے مسح کیا تب بھی جائز ہے۔

مسئلہ:۔ مسح میں خطوطِ ربانی کے نشانات کا ظاہر ہونا شرط نہیں ہے، لیکن یہ صورت مستحب ہے۔

مسئلہ:۔ مسح کئی بار کرنا سنت نہیں ہے صرف ایک بار کرے یعنی وضو میں تو ہر عضو کو تین بار سنت ہے، لیکن مسح میں صرف ایک بار)۔

مسئلہ:۔ موزوں پر مسح کے لیے نیت شرط نہیں ہے۔ (فتح القدیر)۔

مسئلہ:۔ اگر کسی نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا اور اس میں سکھانے کی نیت کی، پاکی کی نیت نہیں کی تو صحیح یہ ہے کہ مسح ہو جائے گا۔ (خلاصہ۔ فتاویٰ عالمگیری ص۶۶ ج۱)

مسئلہ:۔ موزہ کشادہ اور پھیلا ہوا ہے کہ اس کے اوپر سے پاؤں نظر آتا ہے، تو اس سے کوئی نقصان نہیں، ہاں پہلی صورت میں جو موزہ پاؤں سے بڑا ہے اور مسح زائد حصہ پر ہوتا ہو، تو اس صورت میں البتہ مسح کرنا درست نہ ہوگا، یعنی اس موزہ پر مسح کرنا معتبر نہیں ہے جو پاؤں سے خالی ہے (بہت ہی لمبا چوڑا ہو) لیکن اگر پاؤں کو اس خالی موزہ والے حصے میں کر دیا اور اس پر مسح کیا تو جائز ہوگا اور جب اس سے پاؤں ہٹائے گا مسح کا اعادہ کرنا ہوگا۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ مسح کے لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے طحطاوی۔ (درمختار ص۴۲ جلد۳ و عالمگیری ص۶۶ جلد اول)۔

موزہ پر مسح کب ناجائز ہے؟

مسئلہ:۔ اگر موزہ ٹخنے سے نیچا ہے تو مسح جائز نہیں۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۲۷۴ ج۱)

مسئلہ:۔ اگر موزہ زیادہ پھٹا ہوا ہے کہ چلتے ہوئے تین انگلیوں سے زیادہ پاؤں نظر آتا ہے تب بھی مسح جائز نہیں۔

مسئلہ:۔ اگر ایک موزہ دو تین جگہ سے تھوڑا تھوڑا پھٹ رہا ہے کہ ان کو جمع کرنے سے تین انگشت کی مقدار ہو جائے تو مسح جائز نہیں۔

مسئلہ:۔ اگر تھوڑا تھوڑا دونوں موزوں میں سے پھٹا ہوا ہے کہ اگر دونوں کی پھٹن کو اکٹھا (جمع) کریں تو تین انگشت سے زیادہ ہو جائے تو اس کا کچھ مضائقہ (حرج) نہیں

مسح جائز ہے، ناجائز تو جب ہے کہ ایک ہی پاؤں میں تین انگلیوں سے زیادہ ہو۔
مسئلہ:۔ اگر تین انگشت سے زیادہ پھٹا ہوا ہے لیکن چلتے ہوئے چمڑا مل جاتا ہے اور تین انگشت سے کم پاؤں نظر آتا ہے تو مسح جائز ہے۔ (طہور المسلمین ص۳۵ و دُرِ مختار ص۲۴۴ جلد۲)۔

ڈبل موزہ پر مسح کا حکم

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص چمڑے کے دو موزے ایک ساتھ ایک کے اوپر ایک پہن لے تو اوپر والے موزے کا اعتبار ہے، لہٰذا اگر اوپر والے موزہ پر مسح کر لیا ہے اور اس کے بعد اس کو اتار دیا تو مسح ختم ہو جائے گا، نیچے والے پر دوبارہ مسح کرنا لازم ہوگا۔ (شامی کراچی ص۲۷۱ ج۲)
مسئلہ:۔ اندر کپڑے کا موزہ اور اوپر چمڑے کا موزہ ہو تو اوپر چمڑے کے موزہ پر مسح کرنا درست ہے۔ (شامی ص۲۷۳ جلد اول و عالمگیری ص۳۴ جلد اول)۔
مسئلہ:۔ اگر اوپر والا موزہ تین انگل کے بقدر پھٹ جائے تو مسح کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (بدائع ص۱۱ جلد اول و درمختار ص۴ جلد۲)۔

موزوں پر مسح کب باطل ہوتا ہے؟

مسئلہ:۔ اگر مدت کے اندر ہی موزہ میں سے پورے پاؤں کا اکثر حصہ نکال دیا تو مدت (مسح کی) ختم ہوگئی اور مسح باطل ہوگیا۔
مسئلہ:۔ اسی طرح سے اگر دفعۃً (اچانک) موزہ بہت سا پھٹ کر پاؤں کھل گیا اگر دونوں پاؤں یا ایک پاؤں یا اکثر حصہ پانی سے تر ہوگیا تو مسح باطل ہوگیا، اب ان سب صورتوں میں دونوں پاؤں کو دھونا ضروری ہے خواہ دونوں پاؤں موزے سے نکلے ہوں یا ایک، دونوں تر ہوئے ہوں یا صرف ایک۔ پس اگر باوضو ہونے کی صورت میں مذکورۂ بالا صورتیں پیش آکر مسح باطل ہوا ہے تو صرف پاؤں کا دھو لینا کافی ہے، تمام وضو کو لوٹانا ضروری نہیں، اگرچہ بہتر یہی ہے کہ از سرِ نو وضو کرلے، مگر پورا وضو کرنا واجب اور ضروری نہیں۔
مسئلہ:۔ غسل واجب ہونے سے بھی مسح باطل ہو جاتا ہے اور غسل کرنا اور

پاؤں کا دھونا ضروری ہوتا ہے۔ (یعنی جنابت، حیض و نفاس سے بھی مسح باطل ہوجاتا ہے)

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص نے بے وضو ہونے کی حالت میں موزہ پہن کر بجائے پاؤں دھونے کے اس پر مسح کرلیا تو بالکل باطل اور بے اعتبار ہے جب تک پاؤں نہ دھوئے بے وضو سمجھا جائے گا۔

مسئلہ:۔ جو شخص باقاعدہ موزہ پہن رہا ہے اس کو مسح جائز ہے وہ اگر وضو کے وقت مسح نہ کرے بلکہ موزے نکال کر پاؤں دھوئے تو بلاشبہ جائز ہے، (بلکہ افضل ہے) لیکن اگر نماز کا وقت نہایت تنگ ہوگیا ہو کہ موزہ نکال کے اور پاؤں دھونے میں دیر ہو کر نماز قضاء ہوجائے گی تو اس کو جائز نہیں کہ موزے نکال دے بلکہ باقی اعضاء کو دھونا اور پاؤں پر مسح کرکے نماز ادا کرنا لازم اور ضروری ہے۔

مسئلہ:۔ اسی طرح اگر پانی بہت کم ہو کہ اگر موزے نکال دے گا تو سب اعضاء کے لیے پانی کافی نہ ہوگا، مجبوراً تیمم کرنا پڑے گا، اس کو بھی لازم ہے کہ موزہ نہ نکالے، ہاتھ منھ دھو کر سر اور پاؤں کا مسح کرکے باوضو نماز پڑھے۔ (طہور المسلمین ص۳۷ وکتاب الفقہ ص۲۳۲ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ مسح کو وہ چیزیں توڑتی ہیں جو وضو کو توڑنے والی ہیں، اس لیے کہ مسح وضو ہی کا ایک حصہ ہے، لہٰذا جو کل کا ناقض (توڑنے والا) ہوگا وہ جز کا بھی توڑنے والا ہوگا اور اس کے ساتھ مسح کا توڑنے والا موزے کا اتار دینا ہے، اگرچہ ایک ہی پیر کا موزہ اُتار اگیا ہو، اور موزے کی تعین مدت کا گذر جانا بھی مسح کو توڑنے والا ہے۔ (درمختار ص۴۶ جلد ۲)۔

مسئلہ:۔ شرعی موزے سے پاؤں کا اکثر حصہ نکلنا یا قصداً نکالنا تمام موزے کے نکال دینے کے حکم میں ہے، کیونکہ قاعدہ للاکثر حکم الکل۔ اور ایڑی کے نکلنے در داخل ہونے کا کوئی اعتبار نہیں یعنی بلا ارادہ موزہ کی کشادگی کی وجہ ایڑی کے نکلنے اور داخل ہونے کا کوئی اعتبار نہیں۔ (درمختار ص۴۷ جلد۲)

مسئلہ:۔ دونوں موزوں کو یا ایک موزہ کو اتارنے سے یا مدت مسح ختم ہونے

سے بھی مسح ٹوٹ جاتا ہے (ہدایہ)۔
لیکن یہ حکم اس صورت میں ہے کہ پانی ملتا ہو، لیکن اگر پانی نہ ملے تو مدت کے گذرنے سے مسح نہیں ٹوٹے گا، بلکہ اس مسح سے نماز ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ اگر مدت گذر گئی اور وہ نماز پڑھ رہا ہے پانی نہیں ملتا تو نماز پڑھتا رہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ص۶۸ جلد اول)۔
مسئلہ:۔ اگر موزہ اتنا ڈھیلا ہو کہ اس کے اندر انگلیاں ڈال کر مسح کر لیا تو درست نہ ہوگا
مسئلہ:۔ اسی طرح اگر موزے کے کنارہ پر یا پیچھے (ایڑی کی جانب) یا پنڈلیوں پر (یعنی ٹخنوں سے اوپر کی جانب موزہ پر مسح کیا) تو درست نہ ہوگا۔ (کتاب الفقہ ص۲۲۶ جلد۱)۔

بلا وضو موزہ پر مسح کرنا؟

سوال:۔ ہم نے بلا وضو کیے ہوئے موزہ پہنا اور اس کے بعد نماز کا وقت آ گیا، تو وضو کیا اور موزہ پر مسح کیا تو نماز ہو گئی یا نہیں؟
اس مسئلہ میں فقہ کی کتابوں میں طہارت کا لفظ آیا ہے کیا وہ وضو پر دلالت کرتا ہے یا یہ کہ طہارت سے بدن کا طاہر (پاک) ہونا مراد ہے اور یا پاؤں کا نجاست سے؟
جواب:۔ بلا وضو کے یعنی بغیر پیر دھوئے موزہ پہننے سے مسح اس پر درست نہیں ہے۔ طہارت سے مراد وضو ہے، یہ مسئلہ باتفاق مسلّم ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں، اور آپ نے جو مطلب سمجھا ہے وہ غلط ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۲۷۲ جلد ا بحوالہ ہدایہ ص۹۷ جلد اول باب مسح علی الخفین)۔
مسئلہ:۔ مسح کے جواز کے لیے یہ ضروری ہے کہ وضو، پر پہنے جائیں۔ (فتاوے دار العلوم ص۲۶۸ جلد اول بحوالہ ہدایہ ص۵۷ جلد اول)۔
مسئلہ:۔ اگر موزوں پر نجاست لگ جائے تب بھی اس پر مسح کرنا صحیح ہے، البتہ اس کے ساتھ نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔ (کتاب الفقہ ص۲۲۳ جلد اول و در مختار ص۳۶ ج۱)

مقیم مدت سے پہلے مسافر ہو گیا؟

مسئلہ:۔ اگر کسی مقیم کو موزے پہننے کے بعد ایک دن اور ایک رات سے پہلے سفر پیش آ گیا (یعنی وہ شرعی مسافر ہو گیا)، تو اس صورت میں اس کو

اجازت ہوگی کہ مسافر کی مدت پوری کرے یعنی انہی موزوں پر تین دن اور تین رات تک مسح کرلیا کرے۔

مسئلہ:۔ اسی طرح اگر کوئی مسافر تین دن اور تین رات سے پہلے مقیم ہوجائے تو اس کو مقیم ہی کی مدت تک مسح کی اجازت ہوگی، مثلاً ایک مسافر نے فجر کے وقت وضو میں اپنے پیروں کو دھوکر موزے پہنے اور پھر اسی دن غروب آفتاب کے وقت اپنے گھر پہونچ گیا تو اب اس کو صرف ایک رات اور مسح کی اجازت ہوگی۔ (مظاہر حق ص۲۶۹ ج۱)

مسئلہ:۔ اگر مقیم نے اپنی مدت (ایک دن رات) پوری کرنے کے بعد سفر کیا ہے تو وہ موزہ اتار دے گا اور پاؤں دھوکر وضو کرے گا، اور اگر کوئی مسافر مقیم والی مدت (ایک دن رات پوری کرنے کے بعد مقیم ہوگیا تو وہ موزہ اُتار دے گا اور پاؤں دھوئے گا) اور اگر ایک دن رات پوری نہیں ہوئی ہے تو وہ ایک دن رات مقیم والی مدت پوری کرے گا، اس لیے کہ اب وہ مقیم کے حکم میں ہو چکا ہے۔ (درمختار ص۳۴ جلد۳)۔

مسئلہ:۔ معذور کو اگر وضو کے وقت عذر موجود نہ تھا اور اس نے موزے پہن لیے تو تندرست لوگوں کی طرح مدت معلومہ تک مسح جائز ہے، اور اگر وضو کرتے ہوئے یا ایک موزہ پہنتے ہوئے عذر پیدا ہوگیا تو مسح وقت تک ہی جائز ہے اور وقت نکلنے کے بعد جائز نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری ص۶۷ جلد۲ بحوالہ البحر الرائق

مسئلہ:۔ اگر ایک موزہ کے اندر پانی چلا جائے جس سے تمام پاؤں بھیگ جائے تو اس صورت میں بھی مسح ٹوٹ جائے گا۔ پاؤں کو موزہ سے نکال کر پھر دھوئے۔ (رکن دین ص۲۶ وفتاویٰ دار العلوم مع امداد المفتین ص۱۱۲ جلد۲ وعالمگیری ص۳۵ جلد۱)۔

مسئلہ:۔ کسی نے وضو کیا اور پھر مسح کیا اس تری سے جو باقی رہی تھی ہاتھوں پر، دھونے کے بعد تب بھی مسح جائز ہے، لیکن اگر اپنے سر کا مسح کیا اور پھر مسح کیا موزوں پر اس تری سے جو باقی رہی تھی تو درست نہیں ہے یعنی مسح نہ ہوگا موزوں کا۔

(منیۃ المصلی ص۴۱)

موزوں پر مسح کن کو درست ہے؟

(۱) وضو کرنے والے کو مسح درست ہے خواہ مرد ہو یا عورت، مقیم ہو یا مسافر، بشرطیکہ مسح کی سب شرطیں پائی جائیں۔

(۲) غسل کرنے والے کو مسح جائز نہیں، خواہ غسل فرض ہو یا سنت۔ (سنت غسل میں بھی نہاتے ہوئے پیر بھیگ جائیں گے اس لیے مسح باقی نہیں رہے گا، اس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ سنت غسل میں مسح کرنے میں یہ طریقہ ہے کہ اپنے پیروں کو کسی اونچے مقام پر رکھ کر خود بیٹھ جائے اور سوائے پیروں کے باقی جسم کو دھوئے، اس کے بعد پیروں پر مسح کرے۔ (درمختار)

(۳) تیمم کرنے والے کو مسح جائز نہیں۔

(۴) مقیم کو حدث کے بعد سے ایک دن رات تک موزوں پر مسح کی اجازت ہے اور مسافر کو حدث کے بعد تین دن اور تین رات تک بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو (علم الفقہ ص جز۱)

اگر ظہر کے وقت پیر دھو کر موزے پہنے جائیں اور عشاء تک حدث نہ ہو، عشاء کے بعد حدث ہو (وضو ٹوٹے) تو عشاء کے وقت سے اس کو ایک رات اور ایک دن تک مسح کی اجازت ہوگی اگر مقیم ہے، اور تین رات تین دن تک اگر مسافر ہے، پہننے کے وقت کا اعتبار نہیں۔ اگر کوئی مقیم موزے پہننے کے بعد ایک دن رات سے پہلے سفر کرے تو اس کو مسافر کی مدت پوری کرنے کی اجازت ہوگی۔ مثلاً کسی مقیم نے مغرب کے وقت موزہ پہنا اور اسی شب کی صبح کو اس نے سفر کیا تو اس کو تین دن اور دو رات مسح کرنے کی اجازت ہوگی۔

اگر کوئی مسافر تین دن تین رات سے پہلے قیام کرے تو اس کو مقیم ہی کی مدت تک مسح کی اجازت ہوگی، مثلاً کسی مسافر نے فجر کے وقت موزہ پہنا اور اسی دن غروب آفتاب کے وقت اپنے گھر پہونچ گیا تو اس کو صرف ایک رات اور مسح کی اجازت ہوگی۔ (علم الفقہ ص۷ جلد اول و بہشتی زیور ص۳ جلد اول بحوالہ البدایہ ص — جلد اول)۔

مسح کے صحیح ہونے کی شرطیں

(۱) جن موزوں پر مسح کیا جائے وہ ایسے ہونے چاہئیں کہ پہننے سے پیر کے اس حصہ کو چھپالیں

جس کا دھونا وضو میں فرض ہے۔ (یعنی ٹخنے تک، ہاں اگر پیر کی چھوٹی انگلی کی برابر تین انگلیوں سے کم کھلا رہ جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

(۲) موزے کا اس قدر پھٹا ہوا نہ ہونا جو مسح کو مانع ہو، اگر اس سے کم پھٹا ہو تو حرج نہیں۔ (۳) موزوں کا پیر کی جلد سے متصل (ملا ہوا) ہونا اس قدر بڑے نہ ہوں کہ کچھ حصہ ان کا پیروں سے خالی رہ جائے اور اگر بڑے ہوں تو موزوں کے اسی حصہ میں مسح کیا جائے جس میں پیر ہے۔ (۴) موزوں میں ان چار وصفوں کا ہونا۔ ۱ ایسے دبیز ہوں کہ بغیر کسی چیز کے باندھے ہوئے پیروں پر کھڑے رہیں۔ ۲ ایسے مضبوط ہوں کہ ان کو پہن کر تین میل یا اس سے زیادہ (بغیر جوتے کے) چل سکیں۔ ۳ موٹے ہوں کہ ان کے نیچے کی جلد نظر نہ آئے۔ ۴ پانی کو جذب نہ کرتے ہوں یعنی اگر ان پر پانی ڈالا جائے تو ان کے نیچے کی سطح تک نہ پہونچے۔ (۵) قبل حدث موزوں کا طہارت کاملہ کی حالت میں پہنا ہوا ہونا اگرچہ پہننے کے وقت طہارت کاملہ نہ ہو، مثلاً کسی نے وضو کرتے وقت پہلے دونوں پیر دھو کر موزے پہن لیے، اس کے بعد باقی اعضاء کو دھویا یا ایک پیر کو دھو کر موزہ پہن لیا، اس کے بعد دوسرا پیر دھو کر دوسرا موزہ پہنا تو پہلی صورت میں دونوں موزوں کے وقت طہارت (پاکی) کاملہ نہ تھی۔ اور دوسری صورت میں پہلا موزہ پہننے کے وقت طہارت کاملہ نہ تھی مگر چونکہ پہننے کے بعد طہارت کاملہ ہو گئی، لہٰذا اب ان پر مسح ہو سکتا ہے۔ (علم الفقہ صـ۱۴۷ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ موزوں پر مسح کرنے میں صحیح ہونے کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ پورا وضو پہلے کر لیا گیا ہو بلکہ اگر صرف پیروں کو جن کا دھونا فرض ہے دھو لیا اور حدث (وضو ٹوٹ جانے) سے پہلے موزہ پہن لیا، اس کے بعد وضو پورا کیا تو صحیح ہوگا، بشرطیکہ وضو پانی کے ساتھ کیا گیا ہو، اور وضو میں جن اعضاء کا دھونا فرض ہے ان میں سے کوئی عضو دھونے سے یا مسح کرنے سے نہ رہ گیا ہو۔ (کتاب الفقہ صـ۲۲۳ جلد اول)

مسح کے فرائض

(۱) مسئلہ:۔ مسح کا موزے کی اس ظاہری سطح پر ہونا، جو پیر کی پشت پر رہتی ہے۔

(۲) مسئلہ:۔ موزوں کا انگلیوں کے مقام سے تسمہ باندھنے کی جگہ تک ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے تین انگلیوں کے برابر تر ہوجانا، خواہ ہاتھ سے تر کیے جائیں، یا کسی اور چیز سے یا خود بخود تر ہوجائیں، جیسے کوئی شخص گھاس میں چلے اور شبنم سے اس کے موزے تر ہوجائیں یا بارش کے برسنے سے اس کے موزوں کو اس قدر تری پہونچ جائے تو یہ مسح سمجھا جائے گا۔

مسئلہ:۔ اختیار ہے کہ دونوں موزوں کا مسح ایک ساتھ کیا جائے یا پہلے ایک پیر کا، پھر دوسرے پیر کا، اور یہ بھی اختیار ہے کہ چاہے جس موزے کا مسح پہلے کیا جائے۔ تسمہ باندھنے کی جگہ وہ ہڈی ہے جو پیر کی پشت پر بیچ میں اٹھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ (علم الفقہ ص۸۲ جلد اول)۔

مسح کے سنن اور مستحبات

(۱) ہاتھ سے مسح کرنا، نہ کہ کسی اور چیز سے۔
(۲) مسح کرتے وقت ہاتھ کی انگلیوں کا کشادہ رکھنا۔ (۳) انگلیوں کو موزہ پر رکھ کر اس طرح کھینچنا کہ موزوں پر خطوط کھنچ جائیں۔
(۴) مسح پیر کی انگلیوں کی طرف سے شروع کرنا نہ کہ پنڈلیوں کی طرف سے۔
(۵) مسح پنڈلی کی جڑ تک کرنا، اس سے کم نہیں۔
(۶) ایک ہی ساتھ دونوں موزوں کا مسح کرنا۔
(۷) داہنے ہاتھ سے داہنے موزے کا مسح کرنا اور بائیں ہاتھ سے بائیں موزے کا۔
(۸) ہاتھ کی ہتھیلیوں کی جانب سے مسح کرنا، نہ کہ پشت کی جانب سے۔ (علم الفقہ ص۸۲ ج۱)

مسح کا مسنون و مستحب طریقہ

مسئلہ:۔ دونوں ہاتھوں کو غیر مستعمل پانی سے تر کر کے داہنے ہاتھ کی انگلیاں کشادہ کر کے داہنے موزوں کے سرے پر (جو انگلیوں پر رہتا ہے) اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں موزے کے سرے پر رکھ کر انگلیوں کو ٹخنوں تک کھینچ لیا جائے اس طرح کہ موزے پر پانی کے خطوط (نشان) کھنچ جائیں۔

مسئلہ:۔ مسح موزے کے اس حصہ کے ظاہری سطح پر ہونا چاہیئے جو پیر کی پشت

پر رہتا ہے نہ اس حصہ پر جو چلنے میں زمین پر رہتا ہے۔ (علم الفقہ ص۸۳ جلد اول)۔

مسح کہاں واجب ہے؟

مسئلہ (۱) اگر کسی کے پاس وضو کے لیے صرف اس قدر پانی ہو کہ اس سے پیر کے سوا اور سب اعضاء دھل سکتے ہیں تو اس کو موزوں کا مسح واجب ہے۔

(۲) **مسئلہ**:۔ اگر کسی کو خوف ہو کہ پیر دھونے سے وقت جاتا رہے گا تو اس پر مسح واجب ہے، اسی طرح اگر کسی کو خوف ہو کہ پیر دھونے سے عرفات میں نہ ٹھہر سکے گا، اس پر بھی مسح واجب ہے۔

مسئلہ:۔ کسی موقع پر مسح نہ کرنے سے رافضی یا خارجی ہونے کا لوگوں کو گمان ہو، وہاں بھی مسح کرنا واجب ہے۔

(۳) **مسئلہ**:۔ سوا ان مقامات کے جہاں مسح کرنا واجب ہے، موزوں کو اتار کر پیروں کا دھونا بہ نسبت مسح کرنے کے بہتر ہے۔

(۴) **مسئلہ**:۔ بغیر موزے اتارے ہوئے پیروں کا دھونا گناہ ہے۔ (علم الفقہ ج۱)

وہ چیزیں جن پر مسح درست نہیں

(۱) وہ موزے جن میں شرائط نہ پائی جاتی ہوں مثلاً موزے اس قدر چھوٹے ہوں کہ پیر کی پوری اس جلد کو نہ چھپائیں جس کا دھونا وضو میں فرض ہے، بلکہ تین انگلیوں کی برابر پیر کی جلد ان سے ظاہر ہوتی ہو، یا اس قدر پھٹے ہوں کہ جو مسح کو مانع ہے، یا ان چار وصفوں میں سے کوئی وصف ان میں نہ پایا جاتا ہو، یا طہارت کاملہ کی حالت میں پہنے ہوئے نہ ہوں۔ مثلاً کسی نے تیمم کی حالت میں موزے پہنے ہوں تو جب وہ وضو کرے تو ان موزوں پر مسح نہیں کر سکتا، اس لیے کہ تیمم طہارت کاملہ نہیں خواہ وہ تیمم صرف غسل کا یا وضو اور غسل دونوں کا ہو۔

اور آج کل جو موزے سوتی، اونی (نائلون وغیرہ کے) رائج ہیں، ان پر مسح جائز نہیں ہے، اس لیے کہ ان میں مسح کی شرطیں نہیں پائی جاتیں صرف ان کو پہن کر تین میل نہیں چل سکتے (بغیر جوتے کے) اور پانی کو بھی جذب کر لیتے ہیں۔ شیشہ (کانچ) اور لکڑی اور ہاتھی دانت

وغیرہ کے موزوں پر بھی مسح جائز نہیں ہے، اس لیے کہ ان کو پہن کر بالکل (بلا تکلف) نہیں چل سکتے (علم الفقہ ص۵۷ جلد اول)۔

(۲) اگر موزوں پر موزے پہنے جائیں اور پہلے (نیچے کے) موزوں کا مسح ہو چکا ہو تو ان اوپر والے موزوں پر مسح جائز نہیں۔ اور اسی طرح اگر یہ دوسرے موزے حدث (ناپاکی) کے بعد پہنے گئے ہوں، تب بھی ان پر مسح درست نہیں۔

(۳) جن موزوں میں شرائط پائی جاتی ہوں، ان پر اگر ایسے موزے پہنے جائیں جن میں شرائط نہیں پائی جاتیں اور نہ ایسے رقیق (پتلے، باریک) ہوں جن سے مسح کی تری تجاوز کرکے نیچے کے موزوں تک پہونچ جائے تو ان اوپر والے موزوں پر مسح جائز نہیں

(۴) مدت گذر جانے کے بعد بغیر پیر دھوئے ہوئے موزوں پر مسح جائز نہیں۔

(۵) بجائے ہاتھوں کے دھونے کے دستانوں پر مسح جائز نہیں۔

(۶) بجائے سر کے مسح کے عمامہ پر مسح جائز نہیں۔

(۷) اگر موزے پر موزے پہنے جائیں اور اوپر والے موزوں میں مسح کی شرائط پائی جاتی ہوں تو ہاتھ ڈال کر نیچے والے موزوں پر مسح درست نہیں ہے خواہ ان میں مسح کی شرائط پائی جائیں یا نہ؟

(۸) اگر کپڑے کے موزوں پر جن میں شرائط مسح کی نہ پائی جاتی ہوں، چمڑا چڑھا دیا جائے مگر صرف اسی سطح پر جو چلنے کی حالت میں زمین پر رہتی ہے تب بھی ان پر مسح جائز نہیں ہے۔ (علم الفقہ ص۶۱ جلد اول)۔

(موزے مکمل چمڑے کے ہونے چاہئیں، صرف نیچے تلوے پر چمڑے کے چڑھانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

وہ چیزیں جن پر مسح درست ہے

(۱) پیر کے موزوں پر مسح درست ہے بشرطیکہ ان میں مسح کی شرائط پائی جائیں خواہ وہ چمڑے کے ہوں یا کپڑے کے یا اور کسی چیز کے۔ (شرائط ہونا ضروری ہیں)۔

(۲) بوٹ پر مسح جائز ہے بشرطیکہ پورے پیر کو مع ٹخنے کے چھپالے اور اس کا چاک تسموں سے اس طرح بندھا ہو کہ پیر کی اس قدر جلد نظر نہ آئے کہ جو مسح کو مانع ہو۔

(۳) موزوں کے اوپر اگر موزے پہنے جائیں تو ان اوپر والے موزوں پر مسح درست ہے، بشرطیکہ ان میں مسح کی شرائط پائی جاتی ہوں، خواہ نیچے کے موزوں میں شرائط پائی جائیں یا نہیں اور یہ اوپر والے موزے قبل حدث کے اور قبل اس کے کہ پہلے موزوں پر مسح کیا جائے پہنے گئے ہوں۔

(۴) اگر ایسے موزوں پر جن میں مسح کی شرائط پائی جاتی ہیں، ایسے موزے پہنے جائیں جن میں شرائط نہیں پائی جاتیں تو ان پر بھی مسح جائز ہے بشرطیکہ ایسے رقیق (پتلے) ہوں کہ مسح کی تری ان سے تجاوز کر کے نیچے کے موزوں تک پہونچ جائے جن میں مسح کی شرائط پائی جاتی ہیں، یہ سمجھا جائے گا کہ درحقیقت مسح انھیں پر ہوا۔

(۵) اگر موزے ایسے چھوٹے ہوں کہ جن سے ٹخنے نہ چھپ سکیں اور کوئی ٹکڑا چمڑے وغیرہ کا ان کے ساتھ سی کر پورے کر لیے جائیں تو ان پر مسح جائز ہے۔

(۶) زخم کی پٹی پر مسح درست انھیں تین صورتوں میں ہے جن کا بیان معذور کے وضو میں ہو چکا، مگر موزوں کے مسح میں اور پٹی کے مسح میں یہ فرق ہے کہ موزوں پر صرف بقدر تین انگلیوں کے مسح کیا جاتا ہے اور پٹی کا (پلاسٹر وغیرہ میں) مسح پٹی کی پوری سطح پر ہوتا ہے یا اس کے اکثر حصہ پر۔ (علم الفقہ ص۷۵ جلد اول)۔

مسح کے باطل ہوجانے کی صورتیں

(۱) جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے مسح بھی باطل ہو جاتا ہے یعنی پھر دوبارہ مسح کرنے کی ضرورت ہوگی۔ جیسے معذور کا وضو نماز کا وقت جانے سے ٹوٹ جاتا ہے، ویسے ہی اس کا مسح بھی باطل ہو جاتا ہے، مگر اس کو موزے اتار کر پیروں کا دھونا واجب ہے، ہاں اگر اس کا فرض وضو کرنے اور موزے پہننے کی حالت میں نہ پایا جائے تو وہ بھی مثل صحیح آدمیوں کے سمجھا جائے گا۔

(۲) موزے کا پیر سے یا پیر کے اکثر حصے سے اتر جانا، خواہ قصداً اتارے یا بغیر قصد کے اُتر جائیں، اس صورت میں موزوں کا اتار کر پیروں کو دھونا چاہیئے۔

(۳) موزے کا پھٹ جانا، بشرطیکہ اگر ایڑی کے پاس سے پھٹا ہو تو اس قدر ہو کہ چلنے

کی حالت میں اس سے ایڑی کا اکثر حصہ کُھل جاتا ہو، اور اگر انگلیوں کے پاس پھٹا ہوا ہو تو اس قدر ہو کہ چلنے کی حالت میں تین انگلیاں اس سے کھل جاتی ہوں، اور اگر دونوں مقاموں کے سوا اور کہیں سے پھٹا ہو تو اس قدر پھٹا ہو کہ اس سے چلنے کی حالت میں پیر کی چھوٹی انگلی سے تین انگلیوں کی برابر کی جلد کھل جاتی ہو، اس صورت میں بھی موزے اتار کر پیروں کو دھونا چاہیئے۔

اگر موزہ کئی جگہ سے پھٹا ہو، اور ہر جگہ تین انگلیوں سے کم پھٹا ہو مگر سب کو ملانے سے تین انگلیوں کی برابر ہو جائے تب بھی مسح باطل ہو جائے گا، بشرطیکہ ایک ہی موزہ اس قدر پھٹا ہوا اور اگر دونوں موزے ملاکر اس قدر پھٹے ہوں تو اس قدر اعتبار نہیں، مسح باطل نہ ہوگا۔ اور اگر موزوں میں اس قدر باریک باریک سوراخ ہو جائیں جن میں موٹی سوئی نہ جاسکے تو ان کا اعتبار نہیں، اگرچہ کتنے ہی ہوں۔

اگر موزے پھٹے ہوں مگر پیر کا حصہ بقدر تین انگلیوں کے نہ ظاہر ہو تو اس کا اعتبار نہیں مسح باطل نہ ہوگا، اگرچہ وہ پھٹا ہوا تین انگلیوں سے زیادہ ہو۔

(۴) پیر کے اکثر حصہ کا کسی طرح دُھل جانا، اس صورت میں موزوں کو اُتار کر پیروں کو دھونا چاہیئے۔

(۵) مسح کی مدت کا گذر جانا۔ اس صورت میں بھی موزوں کو اتار کر پیروں کو دھونا چاہیئے۔ ہاں اگر کسی کو سردی کے زمانے میں سرد پانی سے پیروں کو دھونے میں نقصان کا خوف ہو، اور گرم پانی کسی طرح نہ مل سکتا ہو تو اس کو موزوں کا اتار کر پیروں کا دھونا معاف ہے بلکہ انھیں موزوں پر اس کو مسح کرنے کی اجازت ہے، جب تک خوف زائل نہ ہو جائے، مگر یہ مسح پٹی کے مسح کی طرح ہوگا، یعنی پورے موزے پر یا اس کے اکثر حصہ پر نہ موزے کی طرح، اس لیے کہ موزے مثل زخم کی پٹی کے ہیں۔

فائدہ: جب ایک موزے کا مسح باطل ہو جائے گا تو دوسرے موزے کا مسح بھی باطل ہو جائے گا، اس لیے کہ ایک پیر کا مسح کرنا اور دوسرے کو دھونا جائز نہیں، اگر مسح کیا جائے تو دونوں پر اور دھوئے جائیں تو دونوں مثلاً کسی شخص

کا ایک ہی موزہ بقدر تین انگلیوں کے پھٹا ہو، دوسرا نہیں یا کسی کا ایک پیر دھل جائے دوسرا نہیں۔ (علم الفقہ ص۹ جلد اول)۔

زخمی پاؤں والے کے لئے مسح کا حکم

مسئلہ:۔ ایک شخص کے پاؤں میں زخم ہے اور اس پر جبیرہ (پٹی پلاستر وغیرہ) بندھا ہوا ہے، اس نے وضو کیا اور جبیرہ پر مسح کیا، پھر ایک موزہ پہن لیا تو صحیح یہ ہے کہ موزہ پر مسح جائز نہیں ہے۔ اور اگر جبیرہ پر مسح کر کے دونوں موزے پہن لیے تو دونوں موزوں پر مسح جائز ہے۔ (محیط السرخسی)

مسئلہ:۔ ایک شخص کے پیر میں پھوڑا تھا، اس نے دونوں پیر دھو کر دونوں موزے پہن لیے پھر اس کا وضو ٹوٹا اور دونوں موزوں پر مسح کیا اور اسی طرح متعدد نمازیں پڑھیں پھر موزہ نکالا تو معلوم ہوا کہ وہ پھوڑا پھوٹ گیا ہے اور اس سے خون بہا ہے لیکن یہ معلوم نہ ہوا کہ کب پھوٹا ہے؟۔ اگر زخم کا سر خشک ہو گیا ہے اور اس شخص نے موزہ طلوع فجر کے وقت پہنا تھا اور عشاء کے بعد نکالا تو فجر کی نماز دوبارہ نہ پڑھے اور بقیہ نمازیں دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ:۔ اور اگر زخم کا سرا خون میں تر ہو تو کسی نماز کا اعادہ نہ کرے۔ (محیط)

مسئلہ:۔ اور اگر کسی شخص نے زخم کو باندھا اور پٹی تر ہو گئی اور تری باہر تک آگئی تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر وہ تری باہر تک نہیں آئی تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (فتاوٰی عالمگیری)

مسئلہ:۔ اگر پٹی دوہری (ڈبل) تھی کچھ میں سے تری باہر آئی اور کچھ میں سے نہیں آئی تو بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔ (تاتارخانیہ، عالمگیری ص۵ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ اگر دوسرے شخص سے اپنے موزوں پر مسح کرا لیا تو جائز ہے۔ (محیط عالمگیری ص۳۵ ج۱)

صرف ایک موزہ پر مسح کرنا؟

مسئلہ:۔ یہ جائز نہیں کہ ایک پاؤں میں موزہ پہن کر مسح کرے اور دوسرے پاؤں کو دھوئے، بلکہ جب ایک کو دھوئے گا، دوسرے کو دھونا بھی واجب و لازم ہوگا

بخلاف پٹی (پلاسٹر وغیرہ) کے اگر ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کے زخم پر پٹی باندھ کر مسح کیا ہے تو دوسرے صحیح سالم ہاتھ پاؤں کو دھونا جائز بلکہ فرض و ضروری ہے۔

مسئلہ: موزہ پہن کر با قاعدہ مسح کرنے والے کا وضو اور پاکی ایسی ہی کامل اور صحیح ہے جیسے پاؤں دھونے والے کی۔

مسئلہ: اگر مسح کرنے والا امامت کرائے اور مقتدی پیر دھونے والے ہوں تو کچھ حرج نہیں بلاشبہ درست ہے۔ (طہور المسلمین ص۳۷)۔

موزہ کی پھٹن کی مقدار

مسئلہ: مسح کی ضروری چیزوں میں ایک یہ بھی ہے کہ موزہ زیادہ پھٹا ہوا نہ ہونا چاہیے۔ زیادہ پھٹا ہوا ہونے کی مقدار پاؤں کی چھوٹی تین انگلیاں ہیں، یہی صحیح ہے (ہدایہ)۔

مسئلہ: یہ بھی ہے کہ پوری تین انگلیوں کی مقدار پھٹن ظاہر ہو، خواہ یہ پھٹن موزوں کے نیچے ہو یا اوپر ہو، یا ایڑی کی جانب ہو۔ (محیط السرخسی)۔

مسئلہ: اگر موزہ میں ساق (پنڈلی) کے اوپر پھٹن ہے تو مسح کا مانع نہیں ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ: چھوٹی انگلیوں کا وہاں اعتبار ہے کہ جہاں انگلیوں کے سوا کوئی اور جگہ کھل جائے۔ اور اگر انگلیاں ہی کھل جائیں تو تین انگلیاں ہونی چاہئیں خواہ کوئی سی ہوں، یہاں تک کہ اگر انگوٹھا اور اس کے برابر والی انگلی کھلی اور مقدار میں وہ تین چھوٹی انگلیوں کے برابر ہیں تو مسح جائز ہو گا۔

مسئلہ: اور اگر انگوٹھا اور اس کے برابر کی دو انگلیاں کھل جائیں تو مسح جائز نہ ہو گا۔

مسئلہ: اگر کسی شخص کی انگلیاں کٹ گئیں ہیں تو اس کے موزوں کے سوراخ کا اعتبار دوسرے شخص کی انگلیوں سے کیا جائے گا۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ: ایک موزہ کے سوراخ جمع کیے جائیں، دونوں موزوں کے سوراخ جمع نہ کیے جائیں، یہاں تک کہ اگر ایک موزے میں ایک انگلی کی مقدار کے برابر سوراخ ہے اور دوسرے موزے میں دو انگلیوں کی مقدار کے برابر سوراخ ہوں تو ان پر مسح جائز ہو گا۔

مسئلہ:۔ اگر موزے میں سوراخ آگے کی جانب ایک انگل کے برابر ہوں، اور ایڑی پر ایک انگلی کے برابر اور کسی اور جانب ایک انگلی کی مقدار ہو تو مسح جائز نہ ہوگا۔ (محیط)

مسئلہ:۔ جو سوراخ جمع کیے جاتے ہیں کم از کم اس قدر ہونے چاہئیں کہ جن میں ایک بڑی سوئی جا سکے اور اگر سوراخ اس سے بھی چھوٹا ہے تو اس کا اعتبار نہ کیا جائے گا اور وہ سیون کے سوراخوں میں شامل کیا جائے گا۔

مسئلہ:۔ جس سوراخ کے ہوتے ہوئے مسح کرنا جائز نہیں ہے وہ چوڑا سوراخ ہے، جس میں اندر کا حصہ نظر آتا ہو یا سوراخ ملا ہوا ہو لیکن چلتے ہوئے کھل جائے اور پاؤں ظاہر ہو جائیں، لیکن اندر کا حصہ نہیں کھلتا تو اس پر مسح جائز ہے، اگرچہ کافی بڑا سوراخ ہو۔

مسئلہ:۔ اگر موزہ اوپر سے کھل جائے اور اس کے اندر چمڑے کا استر ہے یا کپڑے کا استر موزے میں سلا ہوا ہے تو اس پر مسح جائز ہے۔ (تبیین)۔

مسئلہ:۔ موزہ (چمڑے کا)، جراب اور جاروق (یہ بھی موزہ کی قسم ہے) اگر پاؤں کے اوپر سے کھلے ہوئے ہیں لیکن ان میں سوراخ اور تسمے (زپ، چین وغیرہ) ہیں جن کے لگانے سے موزہ پاؤں کو ڈھانپ لیتا ہے تو ان کا حکم بھی وہی ہے جو بند موزے کا ہے اور اگر پاؤں کا اکثر حصہ کھلا رہتا ہے تو موزہ کے سوراخوں کے حکم میں ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ص۶۷ جلد اول بحوالہ زاہدی)۔

مسئلہ:۔ موزہ اگر پنڈلی کے اوپر سے جو کہ ٹخنوں سے اوپر کا حصہ ہے، پھٹا ہوا ہے تو اس سے مسح کے درست ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے، (کتاب الفقہ ص۲۳۴ جلد اول)۔

(یعنی موزہ اگر پنڈلی سے بڑا ہے اور اوپر کا حصہ ہی پھٹا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے، لیکن پنڈلی سے نیچے پھٹا ہوا نہ ہونا چاہیئے۔ (محمد رفعت قاسمی))

مسئلہ:۔ موزہ کی پھٹن کی مقدار پیر کی سب سے چھوٹی والی تین انگلیوں کے برابر

ہے۔ (کتاب الفقہ ص۲۴۳ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ موزوں پر مسح درست نہ ہوگا، اگر کہیں سے اتنا پھٹا ہوا ہے کہ مسح صحیح نہیں ہو سکتا۔ اس کی مقدار پَیر کی سب سے چھوٹی والی تین انگلیوں کے برابر ہے

واضح ہو کہ پھٹے ہوئے موزے پر مسح کی ممانعت اُس حالت میں ہے جب کہ موزہ پہننے والا جب چلے تو پھٹی ہوئی جگہ سے پَیر کی تین چھوٹی انگلیوں کی مقدار جگہ کھل جائے۔ لیکن اگر شگاف لمبوترا ہو کہ چلتے وقت نہ کھلے اور اُتنی جگہ ظاہر نہ ہو تو (مسح میں) کوئی مضائقہ نہیں۔

مسئلہ:۔ موزہ کی دریدگی (پھٹن) باطنی خف یعنی موزہ کے اِردگرد ہو، یا اس کے اگلے حصے میں ہو، یا پیچھے کی جانب ہو، یا نیچے کی جانب ہو، (وہی معتبر ہے) البتہ اگر موزہ پنڈلی پر سے جو ٹخنوں سے اوپر کا حصہ ہے، پھٹا ہوا ہو تو اس سے مسح کے درست ہونے میں کوئی رُکاوٹ نہ ہوگی۔ (کیونکہ ٹخنہ تک ہونا شرط ہے)۔

مسئلہ:۔ اگر دونوں موزوں میں سے کوئی ایک موزہ کئی جگہ سے پھٹا ہوا ہو اور پھٹے ہوئے حصوں کی مجموعی مقدار تین انگلیوں کے برابر ہو جائے تو اس پر مسح صحیح نہ ہوگا، بصورتِ دیگر صحیح ہوگا۔

مسئلہ:۔ اگر دونوں موزے کئی جگہ سے پھٹے ہوئے ہیں، بایں طور کہ ایک میں تو صرف ایک انگل پھٹن ہے اور دوسرے موزے میں ۲ دو انگل کے برابر ہے تو مسح میں کوئی مضائقہ نہیں۔

واضح ہو کہ (موزوں کے) پھٹے ہوئے حصوں کو مجموعی حیثیت سے دیکھنا جب ہی ممکن ہے کہ پھٹا ہوا حصّہ نظر آتا ہو، اگر اس سے کم پھٹا ہوا ہے تو اس کی طرف توجّہ کی ضرورت نہیں۔

واضح ہو کہ اگر موزہ ایسا ہے کہ اس کے پھٹے ہوئے حصّے معاف ہیں تو اس پر مسح درست ہے۔ لیکن مسح موزوں ہی پر ہونا چاہیے، اس جگہ پر نہیں جو موزوں کی دوز (سلائی) سے نظر آتی ہے، لہٰذا اگر موزہ مسح کرنے کے بعد تین انگلیوں کے برابر

جس کی تفصیل اوپر آچکی ہے، پھٹ گیا تو مسح باطل ہوجائے گا۔ (کتاب الفقہ ص۲۳۴ ج۱)

مسح کے چند اہم مسائل

مسئلہ:۔ موزہ اگر پاؤں کی تین انگلیوں کے بقدر پھٹ جائے تو اس پر مسح کرنا درست نہیں۔

مسئلہ:۔ اگر موزہ تھوڑا تھوڑا کئی جگہ سے اس طرح پھٹ جائے کہ اگر سب کو جمع کیا جائے تو اس کی مقدار تین انگلیوں کے برابر ہوجائے تو اس پر مسح کرنا درست نہیں، ہاں اگر دونوں موزے تھوڑے تھوڑے اس طرح پھٹے ہوئے ہیں کہ اگر سب کو جمع کیا جائے تو اس کی مقدار تین انگلیوں کے برابر ہوجاتی ہے تو ان موزوں پر مسح کرنا درست ہوگا۔

مسئلہ:۔ جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ:۔ موزے کا پیر سے یا پیر کے اکثر حصہ سے اتر جانا مسح کو توڑ دیتا ہے خواہ قصداً اتارے یا بغیر قصد کے اتر جائیں، اس صورت میں موزوں کو اتار کر پیروں کا دھونا ضروری ہوگا، اسی طرح حدث (ناپاکی) کے بعد موزے اتار دینے سے مسح ٹوٹ جاتا ہے، اس صورت میں وضو کرتے وقت پیروں کا دھونا ضروری ہوگا۔

مسئلہ:۔ مسح کی مدت کا گذر جانا مسح کو توڑ دیتا ہے، اِلّا یہ کہ سردی کے زمانہ میں ٹھنڈے پانی سے دھونے کی صورت میں پاؤں کے تلف یا نقصان ہوجانے کا خوف ہو، اور گرم پانی کسی طرح دستیاب نہ ہو، اس صورت میں موزوں کا اتار کر پیروں کا دھونا معاف ہے بلکہ انہی موزوں پر مسح کرنے کی اجازت ہے، جب تک کہ خوف زائل نہ ہوجائے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص نے ایسی حالت میں موزہ اتار دیا، یا اس کے مسح کی مدت گذر گئی کہ اس کا وضو باقی ہے (یعنی بے وضو نہیں ہوا)، تو وہ صرف پیروں کو دھولے پورا وضو کرنا ضروری نہیں ہوگا۔ (مظاہر حق ص۴۶۹ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ اگر موزہ (جس پر مسح جائز ہے) ڈھیلا ہے کہ قدم اُٹھاتے ہوئے ایڑی نکل جاتی ہے اور قدم رکھتے ہوئے پھر اپنی جگہ پر آجاتی ہے تو اس پر مسح جائز ہے۔

مسئلہ:۔ اگر وضو کیا اور ہڈی ٹوٹنے کی جگہ پر کھپچیں باندھ کر (پلاسٹر وغیرہ)

ان پر مسح کیا اور دونوں پاؤں دھوکر موزے پہن لیے، اس کے بعد حدث ہوا (وضو ٹوٹا) تو وضو کرے اور کھپچیوں اور موزوں پر مسح کرے اور اگر اس طہارت کے ٹوٹنے سے پہلے زخم اچھا ہو جائے جس پر موزے پہنے تھے تو وہ زخم کی جگہ دھوئے اور موزوں پر مسح کرے۔ اور اگر زخم طہارت زائل ہونے کے بعد اچھا ہوا تو موزوں کو نکال لینا چاہیئے۔ (عالمگیری صـ۶۸ جلد اول)

مسئلہ: جس شخص نے حدث کا تیمم کیا ہے اس کو موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے (خزانۃ المفتیین)۔

مسئلہ: جس شخص کو موزے پہننے کے بعد یا موزے پہننے سے پہلے جنابت لاحق ہو گئی اس کے لیے موزوں پر مسح جائز نہیں ہے، لیکن جب وہ جنابت کے لیے تیمم اور حدث کے لیے وضو کرے اور دونوں پاؤں دھوکر موزے پہنے تو مدتِ مسح تک جب وہ وضو کرے تو اس کو موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ پھر اگر پانی ملنے سے اس کی جنابت لوٹ آئے تو اس کا حکم یہ ہوگا کہ گویا ابھی جنبی (ناپاک) ہوا ہے۔ (مضمرات)

مسئلہ: جنبی نے غسل کیا اور اس کے جسم پر تھوڑا سا حصہ باقی رہ گیا، پھر اس نے موزے پہن لیے پھر اس حصہ کو دھویا، اس کے بعد حدث ہوا تو موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: اور اگر اعضاءِ وضو میں کوئی حصہ ایسا باقی رہ گیا تھا، جہاں پانی نہیں پہونچا، پھر اس کے دھونے سے پہلے وضو ٹوٹ گیا تو ان پر مسح جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری صـ۶۶ جلد اول)۔

مسئلہ: جو چیز وضو توڑ دیتی ہے اس سے بھی مسح ٹوٹ جاتا ہے (جب وضو کرے اس وقت مسح بھی موزوں پر کرے مگر مدت کے اندر اندر) اور موزوں کو اتار دینے سے بھی مسح ٹوٹ جاتا ہے تو اگر کسی کا وضو نہیں ٹوٹا لیکن اس نے موزے اتار ڈالے تو مسح جاتا رہا، اب دونوں پیر دھولے پھر سے وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (اگر وضو باقی تھا صرف پیر دھوئے)۔ (بہشتی زیور صـ۲۳ ج۱ بحوالہ ہدایہ صـ۷ ج۱)۔

مسئلہ:۔ اگر ایک موزہ اتار ڈالا یا خود اُتر گیا، تو دوسرا موزہ بھی اتار کر دونوں پاؤں کا دھونا واجب ہے۔ (بہشتی زیور ص۷۳ جلد اول بحوالہ البدایہ ص۸۰ جلد ۱)۔

مسئلہ:۔ اگر مسح کی مدت پوری ہوگئی تو بھی مسح جاتا رہا، اگر وضو نہ ٹوٹا ہو تو موزہ اُتار کر دونوں پاؤں دھولے پوری وضو دُہرانا (کرنا) واجب نہیں۔ اور اگر وضو ٹوٹ گیا ہو تو موزے اُتار کر پورا وضو کرے۔ (بہشتی زیور ص۷۳ ج۱ بحوالہ البدایہ ص۶۰ ج۱)۔

مسئلہ:۔ موزہ پر مسح کرنے کے بعد کہیں پانی میں پیر پڑ گیا اور موزہ ڈھیلا تھا اس لیے موزے کے اندر پانی چلا گیا اور سارا پاؤں یا آدھے سے زیادہ پاؤں بھیگ گیا تو مسح جاتا رہا دوسرا موزہ بھی اتار دے اور دونوں پیر اچھی طرح سے دھوئے (وضو کرنے کی ضرورت نہیں، اگر وضو نہ ٹوٹا ہو)۔ (بہشتی زیور ص۷۳ ج۱ بحوالہ رد المحتار ص۲۸۵ ج۱)

مسئلہ:۔ اگر کسی کو کوئی ایسی بات پیش آگئی جس سے نہانا یعنی غسل کرنا واجب ہو گیا تو موزہ اتار کر غسل کرے۔ غسل کے ساتھ موزہ پر مسح کرنا درست نہیں۔ (بہشتی زیور ص۷۳ جلد ۱ بحوالہ البدایہ ص۵۹ جلد ۱)۔

مسئلہ:۔ اگر بغیر وضو کیے موزہ پہن لیا تو اس پر مسح درست نہیں، اُتار کر پیر دھونا چاہیے۔ (بہشتی زیور ص۷۳)

(یعنی کسی کا پہلے سے وضو نہ ہو اور وہ بالکل وضو نہ کرے اور موزہ پہن لے تو ان پر مسح جائز نہ ہوگا لیکن اگر پورا وضو کرکے (پیر بھی دھوکر) موزے پہنے ہیں تو ان پر مسح جائز ہے، اور اگر صرف پاؤں دھوکر موزے پہن لیے باقی وضو نہیں کیا تب بھی مسح جائز نہیں ہے اور اگر پاؤں دھوکر موزے پہنے ہیں اور اس کے بعد پورا وضو کرلیا، اس کے بعد وضو ٹوٹا تو اب مسح جائز ہے اور اگر پاؤں دھوکر موزے پہن لیے اس کے بعد باقی وضو کرنا شروع کیا مگر وضو نہ کرنے پائے تھے کہ وضو ٹوٹ گیا، تو اب مسح جائز نہیں ہے۔ محمد رفعت)

موزوں پر مسح کرنا بھول جائے؟

مسئلہ:۔ ایک شخص موزوں پر مسح کرنا بھول گیا، پھر بارش

ہوئی یا پانی بقدر تین انگشت کے موزوں کے اوپر پڑا یا ایسی گھانس پر چلا جو بارش کے پانی یا اوس (شبنم) سے تر تھی، تو اس شخص کا مسح ہو گیا۔ (رکنِ دین ص۲۵ بحوالہ عالمگیری)۔

جب کہ پانی یا اوس موزہ کے اوپر کی جانب لگے، اور اگر مسح کرنا ہی بھول جائے تو وضو نہ ہوگی اور جب وضوء کامل نہ ہو تو نماز کہاں ہوگی، اسی طرح سے اگر بغیر شرائط والے موزوں پر مسح کرے گا تو مسح صحیح نہ ہوگا اور نہ نماز ہوگی۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

موزوں کے مسح میں دھوکہ نہ کھائیں

پاؤں پر مسح کرنا ضروری ہے۔ اب کوئی ادنیٰ عقل کا آدمی بھی یہ نہیں سمجھ سکتا کہ یہاں خاص پاؤں پر مسح جائز ہے اور بلکہ ہر شخص یہی سمجھے گا کہ موزے پر مسح کرنے کا حکم ہے کیونکہ موزے کے مسح کا ذکر ہو رہا ہے اور جب پاؤں میں موزہ پہن کر اس پر مسح کریں تو عرف عام میں پاؤں پر مسح کرنا بولتے ہیں۔

اسی طرح دوسرے مواقع میں بولتے ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ سر پر ایسی تلوار ماری کہ خود کٹ گیا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ برہنہ سر پر تلوار ماری، بس اسی محاورے کے موافق بہت سی احادیث میں یہ مذکور ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاؤں پر مسح کیا، یا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پاؤں پر مسح کیا۔

ایک شیعہ صاحب نے کیا چالاکی کی کہ ایک رسالہ لکھا اور کہا کہ ہم اہل سنت وجماعت کی معتبر کتابوں سے وضو میں پاؤں کا مسح ثابت کرتے ہیں اور پھر مسند امام احمدؒ و بخاری اور مسلم وغیرہ سے چھانٹ چھانٹ کر وہ روایات لکھدیں جن میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم وغیرہ کی وضو کی کیفیت کو ذکر کرتے ہوئے اس طرح بیان کیا تھا کہ پھر آپؐ نے پاؤں پر مسح کیا۔

اب ناواقف سُنّی حضرات حیران ہوتے ہیں، اپنے مذہب کی معتبر و مستند کتب کا نام دیکھتے ہیں کہ مسح کرنے والے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ

کو سنتے و دیکھتے ہیں۔ ان کو کیا خبر ہے کہ یہاں موزے پہننے کی حالت میں پاؤں پر مسح کرنے کا ذکر ہے۔ (طہور المسلمین ص ۳۵)۔

(ان عقلمندوں کو چاہیئے کہ خالی موزہ جو پاؤں سے الگ صندوق، بکس، سیف وغیرہ میں رکھا ہو وضو کے وقت اس پر مسح کرنے کو کافی سمجھیں، کیونکہ ان روایات میں پاؤں کا ذکر نہیں ہے صرف موزے پر مسح کرنے کا ذکر ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

مسئلہ:۔ مسح علی الخفین بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، لیکن ان سب روایات کے مقابلہ میں اہل علم حضرات نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی روایت کو اہمیت دی ہے کہ حضرت جریر رضؓ سورۂ مائدہ پارہ نمبر ۶ کی آیت وضو نازل ہونے کے بعد اسلام لائے، جس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آیتِ وضو کے نزول کے بعد موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا تھا، لہٰذا اس سے ان اہلِ باطل یعنی روافض وغیرہ کی تردید ہو جاتی ہے جو مسح علی الخفین کی احادیث کو آیتِ وضو سے منسوخ قرار دیتے ہیں، بہرحال مسح علی الخفین کے جواز پر اجماع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسح علی الخفین کا قائل ہونا اہلِ سنت والجماعت کی علامات میں سے ہے، بلکہ ایک زمانہ میں تو یہ اہلِ سنت کا شعار بن گیا تھا۔ (درسِ ترمذی ص ۳۲۹ جلد اول بحوالہ بحر ص ۱۶۵ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ فالج زدہ معذور کو اگر موزہ پہنے ہوئے تیمم کی ضرورت ہوئی، مثلاً وضو کرانے والا موجود نہیں، یا گرم پانی موجود نہیں جس کی وجہ سے تیمم درست ہے تو موزہ پہنے ہوئے تیمم کر سکتا ہے۔ تیمم کے لیے موزہ نکالنے کی ضرورت نہیں ہے درمختار میں ان اعذار میں جن میں تیمم جائز ہے یہ بھی لکھا ہے:۔ اولم یجد من یوضیہ فان وجد ولو باجر مثل ولہ ذٰلک لا یتیمم الخ (فتاویٰ دارالعلوم بحوالہ الدرالمختار ص ۲۱۵ جلد اول باب التیمم)۔

پلاستر وغیرہ پر مسح کی دلیل

مسئلہ: جبیرہ (پلاستر وغیرہ) پر مسح کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی ہڈی غزوۂ اُحد یا غزوۂ خیبر میں جب ٹوٹ گئی تھی تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رض کو ان کھپچیوں (اس زمانہ کے پلاستر وغیرہ) پر مسح کرنے کا حکم دیا، جن کو اس ٹوٹی ہوئی ہڈی پر باندھ رکھا تھا۔

مسئلہ:۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پہلے جبیرہ پر مسح کو واجب فرماتے تھے، پھر صاحبین کی طرح اس کے فرض ہونے کے قائل ہوگئے تھے۔ (در مختار ص۲۰۴ جلد ۳)

جبیرہ کی تعریف

فقہاء کی اصطلاح میں جبیرہ اُس دھجّی کو کہتے ہیں جو مریض عضو پر باندھی جائے، یا وہ دُوا جو اُس عضو پر لگائی جائے۔ اس کی بندش کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ لکڑی کی کھپچیوں یا کھجور کی چھال وغیرہ کے ساتھ باندھی جائے، (اس میں پلاستر، بینڈایج وغیرہ سب شامل ہیں)

اسی طرح یہ بھی ضروری نہیں کہ جس عضو پر پٹی (پلاستر وغیرہ) باندھی گئی ہے، وہ شکستہ (ٹوٹی ہوئی) یا زخمی ہو، بلکہ پٹی کا حکم اُس صورت میں عائد ہوتا ہے کہ جب کہ پٹی بندھے ہوئے عضو کو کوئی مرض لاحق ہو، خواہ زخم ہو یا شکستگی یا جوڑوں کے درد کی قسم کا کوئی مرض وغیرہ ہو۔

غرض جبیرہ فقہاء کی اصطلاح میں اس بندش کو کہتے ہیں جو مریض (چوٹ یا زخم وغیرہ سے متأثر) عضو پر باندھی جائے یا دوا عضو کے اوپر لگی ہوئی ہو، تو اگر اس پٹی پر پانی استعمال نہ کیا جاسکے تو کیا اس پر مسح کرنا فرض ہے؟

اگر کسی مکلّف انسان کے ایسے عضو پر جس کا دھونا وضو یا غسل میں ضروری ہے، کوئی دھجّی (پلاستر وغیرہ) بندھی ہوئی ہو، یا دُوا لگی ہوئی ہو، اور اس کا دھونا نقصان دِہ یا موجبِ اذیّت ہو تو اس پر مسح کرلینا فرض ہے۔ اُس جگہ پر پٹی بندھی ہوئی ہو یا پٹی نہ ہو، بلکہ دوا لگی ہوئی ہو۔ (کیونکہ یہ بھی پٹی ہی کے حکم میں ہے)۔

اگر دوا پر مسح کرنا نقصان دِہ ہو تو اُس پر کوئی دھجّی لپیٹ کر اُس کے اوپر مسح کرلیا جائے۔ مریض عضو (مرض والے عضو) پر بندھی ہوئی بندش کو ہٹانا نہیں چاہیئے۔ یہ حکم اس کے لیے ہے جس کے اعضائے وضو وغسل میں کسی پر مرض کی وجہ سے پٹی (پلاستر

وغیرہ) بندھی ہوئی ہو۔ غرض جہاں پانی لگنا نقصان دِہ ہے اُس مریض عضو یعنی حصّہ پر مسح کر لینا فرض ہے۔ اگر مسح (پانی سے تر کیا ہوا ہاتھ) بھی نقصان دہ ہو تو اُس پر پٹی لپیٹ کر پٹی کے اوپر مسح کر لیا جائے۔ (کتاب الفقہ ص۲۶۷ جلد اول)۔

پٹی و پلاستر پر مسح کا مطلب

مسئلہ:۔ جو جگہ ٹوٹی ہوئی ہے یا زخمی ہے دراصل اسی کا دھونا لازم ہے، خواہ گرم پانی سے دھونا پڑے، لیکن اگر اس ٹوٹی ہوئی جگہ کا مسح گرم پانی یا ٹھنڈے پانی سے بھی مضر ہو تو پھر اس پر جو پٹی (پلاستر وغیرہ) بندھی ہوئی ہے اس پر مسح کرے اور اگر پٹی پر مسح کرنا بھی نقصان کرتا ہو تو وہ ساقط ہو جائے گا، یعنی اس وقت نہ اس جگہ کا دھونا لازم ہوگا اور نہ پٹی پر مسح کرنا۔ (در مختار ص۵۰ جلد۳)۔

مسئلہ:۔ پٹی کے بڑے حصّہ پر مسح کر لینا کافی ہے (یعنی پٹی (پلاستر وغیرہ) کے اکثر حصہ پر ایک مرتبہ مسح کر لینا کافی ہوتا ہے۔

مسئلہ:۔ اسی طرح پٹی کے اوپر مسح کرنے میں بالاتفاق نیت کی شرط نہیں کی جاتی ہے

مسئلہ:۔ پٹی پر مسح کرنے میں پوری پٹی پر مسح کرنا اور مکرر کرنا صحیح تر قول میں شرط نہیں (در مختار ص۵۱ جلد۳)۔

مسئلہ:۔ ٹوٹی ہوئی ہڈی پر لکڑی (پلاستر وغیرہ) رکھ کر جو پٹی باندھی جاتی ہے وہ پٹی زخم کا پھایہ (پلاسٹر، بینڈایج وغیرہ) فصد اور داغ (پچھنا لگوانے یا رگوں سے خون نکلوانے) لگنے کی جگہ اور اس کے علاوہ زخم کی طرح کی دوسری جگہ ان تمام پر مسح کرنے کا حکم ایسا ہے جیسے ان کے نیچے والے عضوں کو دھونے کا۔ (در مختار ص۴۸ جلد۳ باب مسح علی الخفین)

پلاستر پر مسح صورتاً ہے

ایک مسح موزوں کا ہوتا ہے، یہ درحقیقت مسح ہے، دوسرا مسح پٹی پر ہوتا ہے، یہ صورتاً تو بے شک مسح ہے حقیقتاً مسح نہیں ہے، بلکہ یہ اصل میں دھونے کے حکم میں ہے گو ان دونوں مسحوں میں فرق ہے، چوں کہ جبیرہ کا مسح حکماً مسح نہیں ہے، اس مسح کا اجتماع دھونے کے ساتھ ہوتا ہے جیسے کوئی ایک پیر جو اچھا ہے اس کو وضو میں دھوئے اور دوسرا پیر جو زخمی ہے اس کی پٹی پر

بھیگے ہوئے ہاتھ سے مسح کرے، یہ صورت جائز ہے لیکن یہ جائز نہیں ہے کہ وہ دونوں پیروں میں سے ایک کے موزے پر مسح کرے اور دوسرے پیر کا موزہ نکال کر دھوئے، یا دونوں پیروں پر پٹی بندھی ہوئی تھی اس پر مسح کیا، اس کے بعد دونوں پاؤں پر موزے چڑھا لیے، اب اس کا وضو ٹوٹا تو اس نے اس طرح وضو کیا کہ ایک پیر کے جبیرہ (پٹی پلاستر وغیرہ) پر مسح کیا اور دوسرے پاؤں کا مسح موزہ پر، تو یہ درست نہیں ہے۔ البتہ اگر ان دونوں پٹی والے پیروں کے موزوں پر مسح کرے گا تو یہ جائز ہوگا، چنانچہ اگر یہ صورت ہو کہ ایک پیر پر پٹی تھی، اس پر مسح کیا، دوسرے پیر پر پٹی نہ تھی، اس کو دھویا پھر دونوں پیروں پر موزے پہن لیے، اب وضو ٹوٹا تو اس کی وجہ سے اس نے وضو کیا اور اس وضو میں دونوں موزوں پر مسح کیا تو یہ جائز ہے، اس لیے کہ یہاں پر اصل اور بدل کا اجتماع نہیں ہے۔ (در مختار ص۴۹ جلد ۲)۔

زخم پر مسح صحیح ہونے کی شرطیں

مسئلہ:۔ پوری پٹی (پلاستر وغیرہ) پر مسح کرنا شرط نہیں ہے بلکہ اکثر حصہ پر مسح کر لینا کافی ہے۔ پس اگر مثلاً زخم پورے ہاتھ پر ہو اور اس پر پٹی رکھی (بندھی) ہو تو جس حصے پر پٹی ہے اس کے نصف سے زائد حصے پر مسح کرنا کافی ہے۔

اگر پٹی مرض سے متاثرہ حصے سے زیادہ حصے پر بندھی ہے تو دو صورتیں ہوں گی، یا تو اس پٹی کا کھولنا نقصان دہ ہوگا یا نہ ہوگا۔ اگر نقصان دہ نہ ہو تو اس کو کھولنا واجب ہے اور اس کے نیچے کے حصہ عضو کو دھونے میں مضرت کا اندیشہ نہ ہو تو اسے دھو لیا جائے۔ اگر دھونا مرض کے لیے نقصان دہ ہے تو صرف مرض کی جگہ پر مسح کرنا اور اس کے ارد گرد صحت مند حصے کو دھونا واجب ہے اور اگر چھپائے کی جگہ کا مسح کرنا بھی مضر ہو تو ارد گرد کی جگہ کو دھو لیا جائے۔

اگر پٹی کا کھولنا نقصان دہ ہو تو پٹی کے اوپر ہی مسح کرنا واجب ہے۔ پٹی کو کھولنے کی زحمت نہ دی جائے گی اگرچہ اس کے نیچے کے حصہ کا دھونا یا مسح کرنا ممکن ہو کیونکہ اس حالت میں پٹی ہی پر مسح کرنا واجب ہے جو مرض سے متاثر اور غیر متاثر حصے کو ڈھکے

ہوئے ہے۔ اور مسح پٹی (پلاسٹر وغیرہ) کے بیشتر حصہ پر کیا جائے۔ (کتاب الفقہ صفحہ ۲۷ ج ۱)۔

صرف زخم کی جگہ پر مسح کرنا چاہیئے یا پورے عضو پر؟

سوال:۔ اگر کسی عضو کے پورے حصہ پر یا اس سے کم و بیش پر مثلاً پیر پر کوئی زخم ہو تو مسح کل پیر پر کرنا چاہیئے یا محض اتنی ہی جگہ پر جہاں زخم ہے۔ اگر کل پیر پر مسح کیا تو نماز درست ہوگی یا نہیں؟ ایک شخص کہتا ہے کہ جتنی جگہ میں زخم ہے اسی پر مسح کیا جائے باقی عضو کو دھونا چاہیے اور مسح علی العصابہ (پٹی پر مسح) میں محض پٹی پر مسح کیا جائے باقی کو دھونا چاہیئے؟

جواب:۔ ان سب صورتوں میں مسح صرف اسی مقدار پر کرنا چاہیئے، جس جگہ زخم ہے اور اچھی جگہ کو دھونا چاہیئے لیکن اگر صحیح حصہ کے دھونے سے زخم پر پانی پہونچے اور اس کو مضر ہو تو کل حصہ پر مسح کرنا درست ہے۔ پس قول اس شخص کا درست ہے جو کہتا ہے کہ صرف اسی موقع پر مسح کرنا چاہیئے جس جگہ پھنسی یا زخم ہے، اور باقی حصہ کو دھونا چاہیئے۔ پس اگر کل پر مسح کرلیا بدون اس خوف کے جو اوپر لکھا گیا تو نماز نہ ہوگی اور مسح علی العصابہ (پٹی کے مسح) میں بے شک صرف پٹی پر ہی مسح کرنا چاہیئے باقی عضو کو دھونا چاہیئے لیکن اس قدر تخفیف (رعایت) اس میں کی گئی ہے کہ پٹی کے درمیان میں اگر کچھ جگہ کھلی ہوئی ہو تو اس پر مسح درست ہے، اور پٹی کے نیچے جو صحیح و سالم حصہ عضو کا آیا ہے اس پر بھی مسح درست ہے، باقی عضو کو دھونا چاہیئے۔ (فتاویٰ دارالعلوم صفحہ ۲۵۵ جلد اول بحوالہ در مختار باب المسح علی الخفین)۔

ہاتھ پیر پر زخم ہو تو مسح کس طرح کرے؟

سوال:۔ ہاتھ، پیر میں زخم ہو اور پانی لگانے سے اندیشہ بڑھنے کا ہو تو کس طریقے سے مسح کرے؟ اور اگر اس سے پانی اندر جانے کا اندیشہ ہو تو کیا آس پاس مسح کرے اور اس کا طریقہ کیا ہے؟ اور اگر پٹی زخم سے زیادہ جگہ پر ہو تو کس طرح مسح کرے؟ اور حاجت غسل میں کیا کرے؟

جواب:۔ جب کہ دھونے سے اندیشہ ہو زخم کے بڑھنے کا تو اس پر مسح درست ہے،

مسح کرنے میں تر ہاتھ پھیرنا ہوتا ہے اس جگہ پر۔ اول تو یہ حکم ہے کہ اگر بلا پٹی پھایہ کے ہاتھ پھیرنے میں کچھ اندیشہ نہ ہو تو بلا پٹی پھایہ کے اس جگہ پر تر ہاتھ پھیرے، اگرچہ بعض بعض جگہ اس میں خشک رہ جائے اور بلا پٹی وغیرہ مسح کرنے میں زخم کا خوف ہے تو پٹی یا پھایہ پر تر ہاتھ پھیرے۔ آس پاس کی جگہ خشک رہ جانے سے کچھ حرج نہیں، ہاتھ سب جگہ پھیرے اگرچہ پانی کہیں لگے اور کہیں نہ لگے جیسا کہ مسح میں ہوتا ہے تو کچھ حرج نہیں ہے، اور پٹی اگرچہ موضع زخم سے زیادہ ہو تمام پٹی پر مسح کرے کچھ حرج نہیں ہے اور غسل کی ضرورت ہو تو تب بھی یہی حکم ہے کہ زخم کی جگہ مسح کرے، جیسے اوپر مذکور ہوا، اور باقی بدن کو دھوئے اور پانی بہائے۔ (فتاوےٰ دار العلوم ص۲۹۶ جلد اول بحوالہ الدر المختار مجتبائی ص۵۰ جلد ۱)

مسئلہ:۔ اگر زخم یا پٹی (پلاستر وغیرہ) پر بھی مسح نہیں ہو سکتا تو پھر تیمم درست ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۲۴۶ جلد اول بحوالہ ردالمختار ص۲۵۵ جلد اول باب المسح علی الخفین)۔

کیا پٹی کے مسح میں مرد و عورت برابر ہیں؟

مسئلہ:۔ پٹی (پلاستر وغیرہ) کے اوپر مسح کرنے میں اور اس کے دوسرے مسائل و توابع میں مرد و عورت اور جس کو وضو نہ ہو وہ اور جس پر غسل فرض ہو وہ بالاتفاق سب برابر ہیں۔ (توابع پٹی میں زخم کا پھایہ، فصد کی پٹی جو جگہ داغی گئی ہے وہ اور زخم کے اردگرد کی جگہ جو پٹی کے نیچے آ گئی ہے سب داخل ہیں، ان سب کا وہی حکم ہے اور ان کے لیے وہی مسائل ہیں جو جبیرہ کی پٹی کے ضمن میں آئی ہیں)۔ (در مختار ص۵۱ جلد ۳)۔

(یعنی مرد و عورت وغیرہ سب معذوروں کے لیے یہ مسائل ہیں ——
محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

پلاستر وغیرہ پر مسح کرنے والے کی امامت؟

مسئلہ:۔ جبیرہ (پلاستر، پٹی، زخم پر پھایہ وغیرہ) پر مسح کا وقت اور اس کی مدت مقرر نہیں ہے، اس وجہ سے کہ یہ مسح دھونے کے درجہ میں ہے، یہاں تک کہ جبیرہ وغیرہ پر مسح کرنے والا تندرستوں کی امامت کر سکتا ہے

اور یہ اس لیے کہ وہ صاحب عذر نہیں ہے۔ (درمختار ص۵ جلد ۳)۔

مسئلہ: جس شخص نے زخم پر یا پٹی پر مسح کیا ہو یا بحالتِ مجبوری پٹی پر مسح نہ کرسکا ہو وہ اگر تندرست لوگوں کا امام بن جائے کہ جنہوں نے پورے اعضاء کو دھویا ہے تو کچھ حرج نہیں ہے، بلاشبہ سب کی نماز ادا ہوجائے گی۔ (طہور المسلمین ص۳۹ و کتاب الفقہ ص۲۶۸ جلد اول و فتاویٰ دار العلوم ص۲۷۰ جلد اول)۔

زخم صحیح ہونے پر مسح کا حکم

مسئلہ: پٹی والے مسح کو صحت کی وجہ سے پٹی کا خود بخود گرجانا باطل کردیتا ہے، اور اگر صحت کے بغیر پٹی گری ہے تو مسح باطل نہیں ہوتا بخلاف موزہ کے مسح کے کہ وہ موزہ کے اُتر جانے سے ہر حال میں مسح باطل ہوجاتا ہے، زخم والی پٹی اگر صحت کے بعد نماز میں گری ہے تو وہ نماز پھر از سر نو پڑھے گا اور اسی طرح کا تفصیلی حکم اس صورت میں ہے جب دوا گرگئی یا پٹی والی جگہ صحت یاب ہوگئی مگر پٹی نہ گری (یعنی اگر دوا صحت کے بعد نماز کے اندر گری ہو یا پٹی والی جگہ اچھی ہوگئی تو ان دونوں صورتوں میں نماز دوبارہ از سرِ نو پڑھے) اور اس حکم کو اس صورت کے ساتھ مقید کرنا چاہیئے جبکہ پٹی کا اتارنا نقصان دہ نہ ہو، اور اگر یہ بات نہیں ہے بلکہ پٹی کا اتارنا مضر ہے تو مسح باطل نہ ہوگا، یعنی صحت کے بعد پٹی کے اس وقت گرنے سے مسح باطل ہوتا ہے جب پٹی کا کھولنا نقصان نہ کرتا ہو، اور اگر نقصان کرتا ہو اس طرح کہ پٹی (زخم وغیرہ پر) چپکی ہوئی ہو، اور اس کے اکھیڑنے (اتارنے) میں زخم کے تازہ ہونے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں مسح باطل نہ ہوگا۔ (درمختار ص۵ جلد ۳)۔

مسئلہ: اگر مریض نے ایک جبیرہ (یعنی ٹوٹی ہوئی ہڈی کی پٹی بدل کر دوسرا جبیرہ (پلاستر، پٹی وغیرہ) باندھا یا اوپر کی پٹی گرگئی تو اس دوسری پٹی پر مسح کا دوبارہ کرنا واجب نہیں ہے، البتہ مستحب ہے۔ (درمختار ص۴۹ جلد ۳)۔

مسئلہ: اگر پٹی زخم اچھا ہوئے بغیر ہی اتر گئی تو مسح باطل نہ ہوگا، خواہ نماز کے اندر اترے یا باہر۔

مسئلہ: اگر نماز پڑھتے میں زخم بھر جانے کی وجہ سے پٹی اُتر جائے اور قعدۂ اخیرہ

بقدر تشہد سے پہلے اتری تو نماز جاتی رہے گی اور اس صورت میں صرف اس جگہ کو جہاں پٹی بندھی تھی پاک کرلینا چاہیئے اور نماز کو دوبارہ پڑھ لیا جائے۔ لیکن اگر وہ پٹی قعدۂ اخیرہ میں تشہد کی مقدار بیٹھنے کے بعد اتر گئی ہے تو اس کے متعلق امام اعظم ابو حنیفہ رح کا کہنا یہ ہے کہ نماز جاتی رہی، لیکن صاحبین رح کہتے ہیں کہ نماز ہوگئی کیونکہ نماز اس وقت پوری ہو چکی تھی اور پٹی کا گرنا نماز ختم کرنے کے بعد بول پڑنے (بات چیت کرنے) یا حدث لاحق ہو جانے کے برابر ہے۔ (کتاب الفقہ ص۲۷۲ جلد اول وعالمگیری ص۶۹ جلد اول)۔ فتویٰ صاحبین رح کے قول پر ہے (عالمگیری ص۱۷ ج۱)

پلاستر پر مسح کے لیے وضو ضروری نہیں ہے

مسئلہ:۔ پٹی (پلاستر وغیرہ) پر یا زخم کے پھائے پر مسح کرنا ان کے نیچے کے حصہ کے دھونے کے برابر ہے اس کا بدل نہیں ہے، یہاں تک کہ اگر پٹی (پلاستر) ایک پیر پر ہے تو اس پر مسح کیا جائے گا اور دوسرے کو دھویا جائے گا اور اس مسح کی (پلاستر وغیرہ کی) کوئی مدت مقرر نہیں ہے اور اس میں بھی کوئی فرق نہیں ہے کہ اس کو باوضو باندھے یا بے وضو۔

مسئلہ:۔ چھوٹا بڑا حدث اس (پلاستر کے مسح) میں برابر ہے۔ (چھوٹے سے مراد بے وضو ہونا اور بڑے سے مراد بے غسل جنبی ہونا) اور اس کے مسح میں باتفاق روایات نیت کی بھی شرط نہیں ہے۔ (بحر الرائق)

مسئلہ:۔ ایک بار مسح کافی ہے، یہی صحیح ہے۔ (محیط)

مسئلہ:۔ پاؤں کو دھونے اور موزوں پر مسح کرنے کو جمع نہ کرے۔ (کافی، فتاویٰ عالمگیری ص۶۹ جلد اول)

ناخن پھٹنے پر مسح کرنا؟

مسئلہ:۔ اگر ناخن ٹوٹ (یا پھٹ) گیا اور اس پر دوا لگائی اگر اس کے چھڑانے (الگ کرنے) سے نقصان ہوتا ہے تو اس کے اوپر مسح کرے اور اگر مسح سے بھی نقصان ہوتا ہے تو اس کو چھوڑ دے۔ پھٹے ہوئے اعضاء کے شگافوں میں اگر ممکن ہو تو پانی (وضو و غسل میں) بہائے اور اگر

ممکن نہ ہو تو مسح کرے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو سکے تو ان کو چھوڑ دے اور اس کے پاس کے حصہ کو دھولے۔

مسئلہ:۔ ایک شخص کی انگلی میں زخم ہے، اس نے مرہم (دوا) لگایا اور وہ مرہم زیادہ جگہ میں لگ گیا، پھر وضو کرنے میں اگر پوری پٹی پر مسح کیا تو جائز ہے۔ (عالمگیری ص۶۹ ج۱)۔

پلاستر پر مسح کرنا؟

سوال:۔ کسی کے پھنسی یا زخم پر پلاستر لگا ہوا ہو، اگر غسل یا وضو کے وقت اس کو کھول کر دھوئے تو کچھ نقصان نہیں، البتہ جو دوا لگائی تھی، پلاستر کو ہٹانے کی وجہ سے وہ باقی نہیں رہے گی، اس لیے وہ دوا مرض کے لیے مفید ثابت نہ ہوگی یا یہ کہ پلاستر نہیں ملے گا، یا زیادہ گراں ملے گا تو پلاستر کو ہٹا کر اس عضو کو دھونا ضروری ہے یا نہیں؟ نیز دوا کی گرانی کی کیا تحدید ہے؟

جواب:۔ در مختار ص۲۶ جلد اول کی عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر پلاستر کھولنا زخم کے لیے مضر ہو تو پلاستر کھول کر اس عضو کو دھونا ضروری نہیں، بلکہ پلاستر پر مسح کافی ہے اور وہ پلاستر جبیرہ کے حکم میں ہے اور اگر کھولنا مضر نہیں مگر پلاستر عام مروّج قیمت سے زیادہ گراں ملے گا یا قیمت تو زیادہ نہیں مگر تنگ دستی کی وجہ سے خریدنے پر قدرت نہیں تو بھی مسح جائز ہے۔ (احسن الفتاوی ص۶۳ جلد۲ و عالمگیری ص۶۹ ج۱ باب الطہارت)

پٹی پر مسح کرنے کے بعد پٹی گر گئی؟

سوال:۔ زخم کی پٹی پر مسح کیا اور وہ گر گئی اور دوسری پٹی بدلی تو دوبارہ مسح کرے گا یا نہیں؟

جواب:۔ پٹی کے گرنے سے سابق مسح نہیں ٹوٹتا، البتہ زخم اچھا ہونے کے بعد پٹی گری تو سابق (پہلا) مسح ٹوٹ جائے گا اور اس جگہ کا دھونا ضروری ہوگا۔ (احسن الفتاوی ص۶۳ جلد۲ بحوالہ رد المحتار ص۲۵۹ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ اگر اوپر کی پٹی گر جائے تو نچلی پٹی پر مسح کرنا ضروری نہیں، مندوب ہے۔ (احسن الفتاوی ص۶۳ جلد دوم بحوالہ رد المحتار ص۲۵۸ جلد اول)۔

پھایہ پر مسح کا حکم

سوال:۔ زید کے منہ پر پھنسی یعنی زخم ہے اس پر مرہم کا

پھایہ لگا یا ہوا ہے کیا اس کو ہٹا کر وضو کرے یا پھایہ کے اوپر سے پانی بہائے ؟

جواب :۔ اگر زخم کو پانی نقصان کرتا ہو یا پھایہ ہٹانے میں تکلیف ہو تو پھایہ ہٹائے بغیر اس پر مسح کرلے ۔ (احسن الفتاوی ص۶۴ جلد۲ بحوالہ ردالمحتار ص۲۵۷ جلد اول)

مسئلہ :۔ زخم کے مقام پر مسح کرلے ، اگر مسح بھی نقصان دیتا ہے تو معاف ہے مسح بھی نہ کرے ۔ (احسن الفتاوی ص۶۴ جلد۲ بحوالہ ردالمحتار باب التیمم ص۹۵ ج۱)۔

پاؤں پھٹنے پر مسح کرنا؟

مسئلہ :۔ ایک شخص کا ناخن ٹوٹ گیا، اس نے اس ٹوٹے ہوئے حصہ پر دوا لگائی ۔ یا پاؤں میں پھٹن تھی اس پر دوا لگائی تو اس کے لیے حکم یہ ہے کہ اگر وہ قادر ہو تو وضو میں اس حصہ پر پانی بہا دے ، اور اگر پانی نہ بہا سکتا ہو (زخم پر نقصان کی وجہ سے) تو اس حصّہ کا مسح کرے یعنی بھیگا ہوا ہاتھ اس زخم کی دوا پر پھیرے ۔ (اگر پٹی وغیرہ نہ ہو تو) اور اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو چھوڑ دے یعنی نہ دھوئے اور نہ مسح کرے ، دونوں عذرِ شرعی ہونے کی وجہ سے ساقط قرار پائیں گے ۔ (درمختار ص۵۱ جلد۳)۔

(یعنی اگر زخمی حصہ پر جہاں مسح کرنے کو بتایا گیا ہے ، اگر کھلے ہوئے زخم پر بھیگا ہوا ہاتھ پھیر کر بھی مسح نہیں کرسکتا کہ اس کی برداشت نہیں ہے تو جو پٹی اس زخم پر بندھی ہوئی ہے اسی پر مسح کرے ۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

سر کے درد میں مسح کرنا؟

مسئلہ :۔ جس کے سر میں اس طرح درد ہو رہا ہے کہ وہ وضو کرنے کی حالت میں مسح کرنے پر قادر نہیں ہے اور نہ نہانے کی صورت میں اسے دھو سکتا ہے تو وہ وضو اور غسل کے بدلہ میں تیمم کرے گا، کہ سر کے مسح کی فرضیت اس سے ساقط ہو جائے گی ۔ اور اگر اس کے سر پر پٹی بندھی ہوئی ہے تو سر کا مسح کرنا واجب ہے ۔

مسئلہ :۔ اسی طرح غسل میں جب سر کا دھونا ساقط ہو جائے تو اسی وقت اس کا مسح کرنا چاہیئے ، اگرچہ پٹی پر مسح کرنا پڑے ، مگر یہ بھی اس وقت ہے جب کہ مسح کرنا اس کے لیے نقصان دہ نہ ہو، اور اگر نقصان پہونچتا ہو تو دھونا اور مسح کرنا دونوں

ساقط ہو جائیں گے۔ اور حکم میں یہ اس شخص کے ہو جائے گا جس کے سر ہے ہی نہیں، جس طرح اس شخص سے مسح ساقط ہو جاتا ہے، جس کے حقیقت میں عضو نہ ہو۔ (در مختار ص۳۲۷ جلد ۳)۔

مہاسوں سے خون نکلنے پر مسح کرنا؟

سوال:۔ میرے تمام چہرے پر مہاسے ہیں جن میں خون اور پیپ ہے، جب وضو کرتا ہوں تو چہرے پر پانی لگنے سے مہاسوں سے خون نکلنے لگتا ہے، تو کیا ایسی حالت میں تمام اوقات میں تیمم کرکے نماز پڑھ سکتا ہوں؟

جواب:۔ اگر تکلیف واقعی اتنی سخت ہے، جتنی آپ نے لکھی ہے، اور مسح بھی نہیں کر سکتے تو تیمم جائز ہے۔ (آپ کے مسائل ص۶۵ جلد ۲)۔

مسئلہ:۔ اگر دونوں ہاتھوں میں پھنسیاں ہیں اور ان کو پانی نقصان کرتا ہے تو تیمم درست ہے، البتہ اگر کوئی دوسرا شخص وضو کرانے والا ہو تو جواز تیمم میں اختلاف ہے، ارجح واحوط عدم جواز ہے۔ (احسن الفتاوی ص۵۶ جلد ۲)

زخم پر پٹی باندھ دی مگر اندر خون نکلتا رہا؟

سوال:۔ ایک پھوڑا نکل آیا اور اس سے خون و پیپ نکلتا ہے، اس وجہ سے اس پر روئی رکھ کر پٹی باندھ دی ہے۔ اندر اندر خون نکلتا رہتا ہے، پٹی کی وجہ سے باہر نہیں نکلتا، تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

جواب:۔ اگر اتنا خون نکلے کہ اسے روکا نہ جاتا تو زخم کے مقام سے آگے بڑھ جاتا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ (فتاوی رحیمیہ ص۲۶۹ جلد ۴ بحوالہ کبیری ص۱۳۰ و شامی ص۱۲۹ ج۱)۔

پلاستر پر مسح کے مسائل

(۱) کسی مرض کی وجہ سے اگر کوئی حاذق ڈاکٹر کسی عضو، (بدن کے حصہ) کو دھونے کو منع کرے تو اس کا دھونا فرض نہیں، بلکہ مسح کرے اگر مضر نہ ہو، ورنہ مسح بھی معاف ہے۔

(۲) وضو میں جن اعضاء کا دھونا فرض ہے، اگر ان میں زخم ہو یا پھٹ گئے ہوں یا درد وغیرہ ہو تو اگر ایسی حالت میں ان پر پانی کا پہنچانا تکلیف نہ دیتا ہو، اور

نقصان نہ کرتا ہو تو دھونا فرض ہے ورنہ مسح کرے اور اگر مسح بھی نہ کرسکے تو ایسے ہی چھوڑ دے۔ (درمختار)۔

(۳) ہاتھ میں زخم ہو یا پھٹ گئے ہوں جس کی وجہ سے وہ ہاتھوں کو اور ہاتھوں کے ذریعہ سے دوسرے اعضاء کو دھو نہ سکتا ہو اور نہ کسی دوسری تدبیر سے بقیہ اعضاء کو دھو، یا دھلوا سکتا ہو تو ایسی صورت میں وضو فرض نہیں بلکہ تیمم کرے، اگر کر سکے۔

(۴) ہاتھ، پیر، منہ پر اگر کسی وجہ سے دوا لگائی گئی ہو تو اسی دوا پر پانی بہانا فرض ہے، بشرطیکہ مضر نہ ہو اور پانی بہا چکنے کے بعد اگر وہ دوا خود بخود چھوٹ جائے یا چھڑا دی جائے تو اگر اچھے ہونے کی وجہ سے چھوٹی یا چھڑائی گئی ہے تو مسح باطل ہو جائے گا یعنی ان اعضاء کو دھونا پڑے گا۔

(۵) کسی کے ہاتھ مع کہنیوں کے یا پیر مع ٹخنوں کے کٹ گئے ہوں تو ایسی حالت میں ہاتھ پیر کا دھونا فرض نہیں، اور منہ اگر کسی طریقے سے دھو سکتا ہو اور سر کا مسح کرسکتا ہو تو کرے ورنہ وہ بھی فرض نہیں بلکہ منہ کو بہ ارادۂ تیمم دیوار وغیرہ پر ملے۔

(۶) کسی شخص کے پیر یا ہاتھ کٹ گئے ہوں لیکن کہنی یا اس سے زیادہ اور ٹخنے یا اس سے زیادہ موجود ہوں تو ایسی حالت میں کہنی اور ٹخنے کا دھونا واجب ہے اور اس کے نیچے کے حصّہ کا دھونا فرض ہے۔

(۷) ہاتھ مع کہنیوں کے یا پیر مع ٹخنوں کے کٹ گئے ہوں اور منہ زخمی ہو اور منہ کا دھونا یا مسح کرنا ممکن نہ ہو تو اس حالت میں وضو فرض نہیں رہتا۔

(۸) جو شخص کسی وجہ سے دونوں کانوں کا مسح ایک دفعہ ساتھ ہی نہ کرسکے مثلاً اس کے ایک ہی ہاتھ ہو یا ایک ہاتھ بے کار ہو تو اس کو چاہیئے کہ پہلے داہنے کان کا مسح کرے پھر بائیں کان کا۔

(۹) وضو کے اعضاء میں کوئی عضو ٹوٹ جائے یا زخمی ہو جائے یا اور کسی وجہ سے اس پر پٹی باندھی جائے تو اس کی تین صورتیں ہیں۔

پہلی صورت:۔ پٹی کا کھولنا مضر ہو، خواہ جسم کا دھونا مضر ہو یا نہ ہو جیسے ٹوٹے

ہوئے ہاتھ پیر کی پٹی کھولنا مضر ہوتا ہے تو ایسی حالت میں اگر پٹی پر مسح کرنا نقصان نہ کرے تو تمام پٹی پر مسح کرے خواہ وہ پٹی زخم کے برابر ہو یا زخم سے زیادہ اور زخم کے صحیح حصہ پر بھی نقصان کرے تو ایسے ہی چھوڑ دے۔

دوسری صورت :۔ پٹی کا کھولنا مضر نہ ہو لیکن کھولنے کے بعد وہ خود نہ باندھ سکے اور نہ کوئی ایسا شخص موجود ہو جو باندھ سکے تو ایسی حالت میں مسح کرے بشرطیکہ نقصان نہ کرے، ورنہ مسح بھی معاف ہے۔

تیسری صورت :۔ پٹی کا کھولنا مضر نہ ہو اور نہ کھولنے کے بعد باندھنے میں دقّت ہو تو ایسی حالت میں اگر زخم کا دھونا نقصان نہ کرے تو پٹی کھول کر تمام عضو کو دھوئے اور اگر زخم کا دھونا نقصان کرے تو زخمی حصہ کو چھوڑ کر باقی عضو کو دھوئے، بشرطیکہ مضر نہ ہو، اور اگر زخمی حصہ پر مسح نقصان نہ کرے تو مسح کرے ورنہ پٹی باندھ کر پٹی پر مسح کرے، بشرطیکہ مضر نہ ہو، اور اگر مضر ہو تو مسح معاف ہے۔

(۱۰) پٹی اگر اس طرح بندھی ہوئی ہو کہ درمیان میں جسم کا وہ حصہ بھی آگیا ہو جو صحیح ہے تو اس پر بھی مسح کرے بشرطیکہ پٹی کھولنا یا کھول کر اس جسم کا دھونا مضر ہو۔

(۱۱) پٹی پر اگر پٹی باندھ دی جائے تو اس پر بھی مسح درست ہے۔ (علم الفقہ صفحہ ۱۲۴ جلد اوّل)۔

موزوں اور پلاستر کے مسح کا فرق؟

مسئلہ :۔ اگر کوئی پھوڑا پھنسی یا زخم ہو اور اس کو دھو نہیں سکتا تو خود اسی پر مسح کرلے، اگر خود اس جسم پر مسح نہ ہو سکے یعنی اس قدر کم پانی بھی ضرر (نقصان کرے گا یا پٹی اور پھایہ نکالنے میں تکلیف زیادہ ہو تو پٹی اور ٹکٹکی (پلاستر PALASTER) اور پھایہ پر مسح جائز ہے اگرچہ نیچے مرہم نجس (ناپاک) لگا ہوا ہے تو پٹی پھایہ پر مسح کرنے سے وضو ہو جائے گا، لیکن ناپاکی کی وجہ سے نماز ادا نہ ہوگی

مسئلہ :۔ اور اگر مرہم ناپاک قدرِ درہم سے (یعنی تین ماشہ سے) زیادہ نہیں تو نماز بھی ادا ہو جائے گی۔ (تفصیل کے لیے ہدایہ جلد اول دیکھئے)

مسئلہ:۔ ٹھنڈے پانی سے مسح کرنا مضر یعنی نقصان دہ ہو تو گرم پانی سے مسح کرے، اگر دو پٹیوں کے درمیان میں کسی قدر جگہ خالی رہ گئی ہو کہ اس کو دھونے سے پٹی تک پانی پہونچ جانے کا اندیشہ ہے تو اس پر بھی مسح کر لینا چاہیئے۔

مسئلہ:۔ اگر پٹی (یا پلاستر وغیرہ) کے نیچے بدن پر مسح کر سکتا ہے لیکن دوبارہ کوئی پٹی (وغیرہ) کو باندھنے والا نہ ملے گا تو پٹی ہی پر مسح جائز ہے، موزہ کے مسح میں تین انگشت مسح ضروری تھا لیکن زخم پر یا پٹی پر جو مسح کیا جاتا ہے اس میں یہ شرط ہے کہ پوری طرح سب جگہ مسح ہو جائے یعنی جتنی جگہ کو پانی سے دھویا نہیں گیا، اس پر بھیگا ہوا ہاتھ پھیرا جائے۔

مسئلہ:۔ پٹی میں یہ شرط نہیں کہ باوضو باندھی جائے بلکہ جب ضرورت ہو باندھ لو اور بوقت وضو مسح کر لو، پٹی پر مسح اسی وقت جائز ہے کہ خود اس زخمی جگہ پر مسح نہ کر سکے۔

مسئلہ:۔ زخم اچھا ہونے سے پہلے اگر پٹی گر جائے یا خود کھول دے تو مسح باطل نہیں ہوتا، پہلا مسح کافی ہے دوبارہ مسح کرنا ضروری نہیں ہے۔ (برخلاف موزہ کے مسح کے)۔

مسئلہ: اگر پہلی پٹی یا پھاہا بدل کر دوسری باندھ دی تو دوبارہ مسح کرنا ضروری نہیں البتہ مستحب ہے کہ اس پر بھی مسح کرلے۔

مسئلہ:۔ زخم یا پٹی پر مسح کرنے کی کوئی مدت مقرر نہیں بلکہ جب تک ضرورت رہے مسح کرتے رہو۔

مسئلہ:۔ وضو ٹوٹ جانے کے ساتھ یہ مسح بھی ٹوٹ جائے گا اور جب باقی اعضاء کو دھوئے تو اس پر بھی مسح کرلے۔

مسئلہ:۔ زخم اچھا ہو جانے سے بھی یہ مسح باطل ہو جائے گا پس اگر باوضو ہونے کی حالت میں زخم اچھا ہوا ہے تو صرف اس عضو کو دھو لینا کافی ہے، تمام وضو کرنا ضروری نہیں، اور اگر وضو بھی کرنا ہے تو اس کے ساتھ سب اعضاء دھولے۔

مسئلہ:۔ جس طرح وضو کی جگہ زخمی اعضاء پر مسح کر سکتا ہے، اسی طرح غسل کی جگہ پر بھی مسح جائز ہے مثلاً سر پر یا پُشت پر یا بازو پر زخم ہے تو اس پر مسح کرلے اور باقی بدن دھو کر غسل کرلے، اگر بدن پر مسح نہ ہوسکے تو پٹی باندھ کر اس پر مسح کرے غسل کی جگہ جو مسح کیا ہے یہ اُس وقت باطل ہوگا کہ کوئی چیز غسل کو واجب کرنے والی پیش آجائے یا زخم اچھا ہو جائے۔

مسئلہ:۔ جب نصف بدن سے زیادہ زخمی ہو تو زخموں پر مسح کرنے اور باقی کو دھونے کی ضرورت نہیں ہے، تیمم کافی ہے، جب پٹی کے اوپر بھی مسح کرنے سے تکلیف بڑھ جائے یا دیر میں اچھا ہونے کا اندیشہ ہو تو مسح بھی معاف رہے گا۔

مسئلہ:۔ جب تک ضرورت اور عذر باقی رہے چاروں طرف سے دھولے اس جگہ کو یعنی پلاسٹر کو چھوڑ دیا کرے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی کے ہاتھ پاؤں میں پھٹن ہوگئی ہو، اس نے موم یا چربی یا کوئی دوا (واسلین وغیرہ) اس میں بھر دی ہے، اگر اس کو نکال کر دھونے میں کوئی تکلیف و دقت نہیں تو اس کو نکال کر پاؤں دھولے اور اگر دقت و تکلیف ہوتی ہو تو اُس کے اوپر کو پانی بہا دینا کافی ہے۔ (طہور المسلمین ص۳۹ و فتاویٰ دارالعلوم ص۲۷۷ جلد اول و عالمگیری ص۵ جلد ۲، و کتاب الفقہ ص۲۶۵ جلد اول)۔

(مسح جبیرہ یعنی پلاسٹر وغیرہ چار باتوں میں مسح خفین سے جُدا ہے:۔ (۱) اگر پٹی اچھے ہونے کی وجہ سے کھل گئی تو صرف اس جگہ کا دھولینا کافی ہے برخلاف خفین کے کہ اگر ان میں سے ایک نکل جائے تو دونوں پاؤں دھونا فرض ہیں (۲) اگر زخم اچھا ہوئے بغیر پٹی کھل گئی تو دوبارہ باندھ لے، مسح کا اعادہ ضروری نہیں (۳) اس کے وقت کی کوئی تحدید نہیں ہے۔ (۴) زخم کی پٹی طہارت کے ساتھ باندھنا ضروری نہیں ہے، بلکہ اگر بغیر وضو کے باندھا ہو تب بھی مسح کر سکتا ہے، اس کے لیے وضو شرط نہیں ہے۔ محمد رفعت)

معذور کے لیے نماز کا طریقہ؟

مسئلہ:۔ معذور کے لیے بہترین طریقہ یہ ہے کہ نماز کے لیے چت لیٹ کر دونوں پاؤں

قبلہ کی جانب کرے، گھٹنے کھڑے رکھے اور سر کسی قدر اونچا کرے، تاکہ رخ قبلہ کی جانب ہو جائے، اگرچہ یہ بھی اختیار ہے کہ دائیں یا بائیں پہلو پر لیٹ کر نماز پڑھی جائے تاہم دایاں پہلو بائیں سے افضل ہے۔

لیکن یہ تمام صورتیں ایسی حالت میں ہیں جب کہ کوئی ایسا کرنے پر قادر ہو، اگر ایسا کرنے سے معذور ہو تو جس طرح بھی ممکن ہو اسی طرح نماز ادا کرنی چاہیئے۔ (کتاب الفقہ ص۸۰۳ جلد اول)۔

(ایک نماز کا فدیہ پونے دو کلوگرام گیہوں یا اس کی قیمت ہے، اور ایک دن میں مع وتر کے چھ نمازیں ہوگئیں۔ یعنی ساڑھے دس کلوگرام گیہوں، یا اس کی قیمت۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

کتاب ختم شد

مورخہ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ ہجری مطابق ۲۱ اگست ۱۹۹۴ء بروز اتوار

مأخذ و مراجع کتاب

نام کتاب	مصنف و مؤلف	مطبع
معارف القرآن	مفتی محمد شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان	ربانی بک ڈپو دیوبند
معارف الحدیث	مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدظلہم	الفرقان بکڈپو ۳۱ نیا گاؤں لکھنؤ
فتاویٰ دارالعلوم	مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ سابق مفتی اعظم دیوبند	مکتبہ دارالعلوم دیوبند
فتاویٰ رحیمیہ	مولانا سید عبدالرحیم صاحب مدظلہم	مکتبہ منشی اسٹریٹ راندیر سورت
فتاویٰ محمودیہ	مفتی محمود صاحب مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند	مکتبہ محمودیہ جامع مسجد شہر میرٹھ
فتاویٰ عالمگیری	علماء وقت عہد اورنگ زیبؒ	شمس پبلشرز دیوبند
کفایت المفتی	مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رح	کتب خانہ اعزازیہ دیوبند
علم الفقہ	مولانا عبدالشکور صاحبؒ لکھنوی	〃 〃 〃 〃
عزیز الفتاویٰ	مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ	〃 〃 〃 〃
امداد المفتیین	مفتی محمد شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان	〃 〃 〃 〃
امداد الفتاویٰ	مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رح	ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند
فتاویٰ رشیدیہ کامل	مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رح	کتب خانہ رحیمیہ دیوبند
کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ	علامہ عبدالرحمٰن الجزری رح	اوقاف پنجاب لاہور پاکستان
جواہر الفقہ	مفتی محمد شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان	عارف کمپنی دیوبند
دُرِّ مختار	علامہ ابن عابدین رح	پاکستانی
بہشتی زیور	مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ	مکتبہ تھانوی دیوبند
معارف مدنیہ	افادات مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ	مدرسہ امداد الاسلام صدر بازار میرٹھ
الترغیب والترہیب	مولانا زکی الدین عبدالعظیم المنذری	ندوۃ المصنفین دہلی

نام کتاب	مصنف ومؤلف	مطبع
احسن الفتاویٰ	فقیہ العصر مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم	سعید کمپنی کراچی پاکستان
مظاہرِ حق جدید	نواب قطب الدین خاں صاحب رحمہ	ادارۂ اسلامیات دیوبند
آپ کے مسائل اور ان کا حل	حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
امداد الاحکام	مرتبہ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی و مولانا عبد الکریم صاحب رحمہ	مکتبہ دار العلوم کراچی
طہور المسلمین	حضرت مولانا سید اصغر حسین میاں صاحب رحمہ	کتب خانہ اعزازیہ دیوبند
الجواب المتین	〃 〃 〃 〃 〃	〃 〃 〃
احیاء العلوم	حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمہ	ادارہ رشیدیہ دیوبند
ایضاح المسائل	حضرت مولانا مفتی محمد شبیر صاحب مدظلہ (مفتی شاہی)	جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد
کیمیائے سعادت	حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمہ	ادبی دنیا دہلی
غنیۃ الطالبین	شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ	مسلم اکیڈمی سہارنپور
حجۃ اللہ البالغہ	شیخ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ	دار الکتاب دیوبند
اسرارِ شریعت	مولانا محمد فضل خاں صاحب رحمہ	پنجاب پاکستان
صلوٰۃ الرحمٰن ترجمہ منیۃ المصلی		مطبع مجیدی کانپور
درسِ ترمذی	مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی	دار الکتاب دیوبند
تحفۃ الدرر شرح نخبۃ الفکر	مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ العالی	مکتبہ حجاز دیوبند ضلع سہارن پور